

رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب

مدیر منتظم

میاں محمد اجمل قادری

مدیر

محمد سعید الرحمان علوی

معاون

صالح محمد حضروی

جلد ۲۳

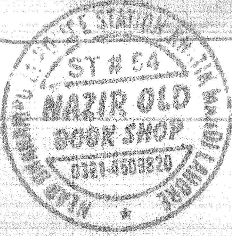
شمارہ نمبر ۵۱

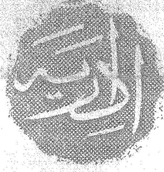
۱۴ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

۲۱ جولائی ۱۹۷۸ء

سالانہ ۶۰ روپے ششماہی -/۳۰

سہ ماہی -/۱۵ فی پرچہ ۱/۵۰





قومی اتحاد کا مستحسن فیصلہ

پاکستان قومی اتحاد نے ایک بار پھر جنرل محمد ضیاء الحق سے "حکومت" کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے لیے صدر اتحاد مولانا مفتی محمود کو مکمل اختیار دیئے گئے ہیں کہ وہ تن تنہا جنرل صاحب سے بات چیت کریں ــــ ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر گفتگو کا کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا تو مسلم لیگی وزراء سے علیحدگی اختیار کرنے کے لیے کہا جائے گا۔

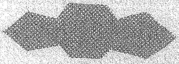
قومی اتحاد جس پس منظر میں قائم ہوا اس سے سارا ملک واقف ہے اور اس نے جن صبر آزما حالات میں الیکشن لڑا اور پھر الیکشن کے نتائج کو سبوتاژ کرنے کے پیش نظر جو مثالی تحریک چلائی اس کے سبب اس کا امیج دنیا میں خوب خوب ابھرا ــــ لیکن برا ہو منفی سوچ کا، جس کے نتیجہ میں اتحاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ــــ صدر اتحاد مفتی محمود نے کئی مواقع پر یہ بات کہی کہ اتحاد کو تباہ کرنے کے لیے سازش کی گئی ہے، اور یہ بات کچھ غلط بھی نہیں کیونکہ ہمارے یہاں کی روایت یہ رہی ہے کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو"۔ ایک صاحب جو ریٹائرڈ فوجی ہیں اور ایک عدد پارٹی کے سربراہ، انہیں کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ من مرضی کا کھیل کھیلیں۔ حتیٰ کہ وہ بیرونی ممالک میں جا کر کھیل کھیلتے رہے، اور کسی نے ان کی خبر نہ لی۔ ان کا لب و لہجہ پہلے ہی بگڑا ہوا تھا اور جب وہ بیرونی دنیا کے حکمرانوں سے مل کر واپس آئے تو ان کی زبان کے ساتھ ساتھ ذہن تک بگڑ گیا اور اسی بگاڑ میں انھوں نے اتحادی قوتوں کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ پھر "سوادِ اعظم" کے بزعم خود غلط نمائندوں نے جن کا ماضی انتہائی تاریک و سیاہ ہے اپنا ناٹک رچانا شروع کر دیا ــــ دراصل یہ لوگ پیشہ ور قسم کے

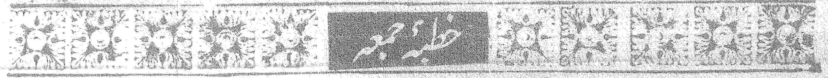
پبلشر مولانا عبید اللہ انور ـ پرنٹر الٰہی بخش ـ مطبع کاسمو پرنٹرز ۴۸۰ موری گیٹ لاہور

واعظ ہیں۔ ہر کسی کی تکفیر ان کا من پسند مشغلہ تھا اور ہے۔ درمیان میں کچھ دن ایسے آئے جب ان لوگوں نے اپنی زبانوں پر کنٹرول کیا۔ لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ ہماری دوکانداری خراب ہو رہی ہے تو انھوں نے علیحدگی کی راہ پر چلنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اتحاد سے علیحدگی اختیار کر کے اسی دن لاہور کے ایک جلسہ میں اپنے مخالفین پر تابڑ توڑ حملے کیے اور اپنے مشغلہ تکفیر کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

ہم حیران ہیں کہ حکومت کیوں ٹس سے مس نہ ہوئی؟ اس نے اس تقریر کا کیوں نوٹس نہ لیا؟ اور ان تکفیر باز لوگوں کو لگام دینے کا کیوں نہ سوچا؟ اس جماعت کے ایک لیڈر جنھیں کسی زمانہ میں ملک امیر محمد خاں مرحوم سے خصوصی تعلق رہا ہے نے جماعتی فیصلہ کے چند دن بعد ایک بیان میں مولانا مفتی محمود پر الزام لگایا کہ انھوں نے اپنی صدارت کے لیے اتحاد کو برباد کیا۔ حالانکہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ مفتی محمود وہ فقیر و درویش انسان ہے جس نے ہوس کاروں کے اس ملک میں وزارتِ اعلیٰ پر لات ماری اور جو آج بھی فقر و غیور کی نشانی و علامت ہے۔ اس بزعم خود لیڈر کے منہ پر اصل طمانچہ تو وہ بیان تھا جو اسی دن کے اخبارات میں چھپا تھا۔ جس میں رابطہ عالم اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل نے مفتی محمود صاحب سے ہسپتال میں ملاقات کر کے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا تھا کہ آپ اپنی بیماری کے پیشِ نظر شریکِ اجلاس نہ ہو سکے ورنہ آپ کو شریعت کمیٹی کا چیئرمین بنانے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ موصوف نے مزید کہا کہ مفتی محمود جیسے جید علماء کی یہاں موجودگی اسلامی نظام کی منزل کے قریب ہونے کا پتہ دیتی ہے اور ان لوگوں کا وجود غنیمت ہے۔ ابھی تازہ فیصلہ مسلم لیگ کا تھا جس نے انتہائی عجلت کا مظاہرہ کر کے لیلائے وزارت سے ہمکنار ہو کر فرزندانِ ملت کو رنج و اندوہ میں مبتلا کر دیا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ قومی اتحاد کی قیادت نے حالات سے دل برداشتہ ہوئے بغیر دوبارہ جنرل صاحب سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں اپنے مدبر و بیدار مغز صدر کو اعتماد کا ووٹ دے کر جنرل صاحب کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جنرل صاحب سے مفتی صاحب کی ملاقات بس ہونے ہی والی ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس ملاقات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکلے گا۔ اور ایسی صورت سامنے آ جائے گی جس سے ملک و قوم کا بھلا ہو۔

ہم جنرل صاحب سے یہ کہنا ضروری سمجھیں گے کہ آپ بیوروکریسی کے نمائندوں کی رپورٹوں پر بے داغ ماضی رکھنے والے سیاست دانوں سے اپنے تعلقات نہ بگاڑیں۔ کہ اس کے بغیر آپ کی گاڑی چل نہیں سکے گی۔ ملک و قوم کا اور خود آپ کا فائدہ اسی میں ہے۔ لیکن اگر قومی حکومت کی بیل منڈھے نہیں چڑھتی تو پھر بھی باہر رہ کر ان لوگوں سے تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں مسلم لیگ کے لیے یہی بہتر ہو گا کہ وہ وزارت پر لات مار کر اپنے قافلہ میں واپس آ جائے۔ آج اصل ضرورت قومی وحدت کی ہے اور ملک جن مسائل کا شکار ہے ان سے اسی طرح نمٹا جا سکتا ہے کہ پوری قوم بنیانِ مرصوص بن جائے۔ جب قومی اتحاد میں شامل جماعتیں وحدت فکر و عمل کا بھرپور مظاہرہ کریں گی تو ادھر ادھر بھٹکنے والے یا تو اس قافلہ میں شریک ہونے پر مجبور ہو جائیں گے اور یا پھر ان کا وجود حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے۔





علماء اور موجودہ معاشرہ

جانشینِ شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبیدُ اللہ انور مدظلہم

بعد از خطبہ مسنونہ!

امّا بعد!

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ؕ

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

محترم حضرات! قرآن حکیم کی ایک آیت نہیں بلکہ آیت کا بھی ایک ٹکڑا تلاوت کیا گیا ہے۔ یہ سورۃ فاطر (پ ۲۲) کے چوتھے رکوع میں واقع ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے — (حضرۃ شیخ الہندؒ)

ضرورت و تقاضہ

آیت کریمہ میں علماء کی تعریف بیان کی گئی ہے اور ان کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے وہ "اللہ سے ڈرتے ہیں"۔ بقول حضرت مولانا شبیّر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ:

یعنی بندوں میں ڈر بھی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی، مگر ڈرتے وہی ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال، آخرت کے بقاء و دوام اور دنیا کی بے ثباتی کو سمجھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے احکام و ہدایات کا علم حاصل کر کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں۔ جس میں یہ سمجھ اور علم جس درجہ کا ہو گا اسی درجہ میں وہ خدا سے ڈرے گا۔ جس میں خوفِ خدا نہیں وہ فی الحقیقت عالم کہلانے کا مستحق نہیں۔

گویا وہ طبقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علم کی روشنی کے ذریعہ "معرفتِ حق" دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ رکھتا ہے، اور یہی معرفتِ حق اسے خشیت کی نعمت سے نوازتی ہے کہ اپنے پروردگار کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہوتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی علیہ الرحمۃ نے بڑے مختصر انداز میں یہ بات فرمائی کہ:

"یعنی سب آدمی اللہ سے ڈرنے والے نہیں، اللہ سے ڈرنا سمجھ والوں کی صفت ہے"

لیکن آج ایک بات جس کا بہت زیادہ مشاہدہ ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ "اہلِ علم و دانش" کا یہ طبقہ عوام کی بے جا نکتہ چینیوں کا ہدف بنا ہوا ہے اور لوگ ہیں کہ اس طبقہ کے متعلق جو جی میں آتا ہے کہہ گزرتے ہیں۔ حالانکہ اس طبقہ کا احترام از حد ضروری ہے۔ کہ جب خدا ان کی تعریف کرتا ہے ان کے اوصاف بیان کرتا ہے، ان کو سراہتا ہے تو ہمیں بھی "سنّتِ الٰہی" کے مطابق ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اس آیت کے علاوہ بھی قرآنِ عزیز میں ایسی آیات ہیں جن سے "علماء" کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً سورۃ "زمر" کے پہلے رکوع کی آخری آیت کا ایک ٹکڑا ہے، جس کا ترجمہ ہے:

کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ؟ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے۔

اور سورۃ مجادلہ کے دوسرے رکوع میں ہے:

اللہ بلند کرے گا ان کے لیے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم، ان کے درجے۔

تو جس طبقہ کا اللہ رب العزت اس طرح ذکر فرماتے ہیں اور اپنی شفقت سے نوازتے ہیں، ان کا

احترام اور قدر و منزلت معاشرہ کی ناگزیر ضرورت ہے، لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ اخلاقی قدریں اس حد تک ڈھیلی پڑ چکی ہیں کہ احساس تک باقی نہیں رہا۔

ذخیرۂ احادیث

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے متعدد ارشادات بیان کئے جا سکتے ہیں، لیکن وقت کی کمی کے پیشِ نظر محض چند ایک پر اکتفا کروں گا اور وہ بھی ارشادات کی حد تک:

حضرت امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی "صحیح" میں امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی جس میں حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بہتری کا ارادہ فرما لیتے ہیں اُسے دینی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں"

ایک روایت جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور جس کو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا، اس میں ہے:

"کہ جو علم کی تلاش میں کوئی راستہ طے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے لیے جنّت کی راہ آسان کر دے گا۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ مسجدِ نبوی میں اپنی سُرخ چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، میں نے مقصد آمد بتلایا کہ طلب علم کے لیے آیا ہوں، آپ نے بڑی مسرت سے مبارکباد دی اور فرمایا:

"طالب علم کو فرشتے اپنے پَروں کے اندر لے لیتے ہیں اور پھر اس کثرت سے آ کر اوپر تلے جمع ہو جاتے ہیں کہ آسمان تک ان کا سلسلہ پہنچ جاتا ہے، اور یہ صرف اس لیے ہوتا ہے کہ فرشتوں کو اس شخص کی مطلوبہ شے یعنی علم سے محبّت ہے"

(احمد، حاکم، طبرانی، ابن حبان)

حاملین علم کے متعلق حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی روایت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے نقل کی کہ آپ سے عالم و عابد کے متعلق سوال ہوا آپ نے فرمایا کہ:

"عالم کا مقام عابد کے مقابلہ میں وہ ہے جو تم میں سے ایک معمولی آدمی کے مقابلہ میں میرا مقام ہے"

اسی طرح علم کی نشر و اشاعت کرنے والوں کے متعلق آپ کا ارشاد گرامی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس کو امام ترمذی، ابوداؤد رحمہما اللہ وغیرہ نے نقل فرمایا، آپ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ خوش و خرم رکھے اس شخص کو جو ہم سے کوئی بات سُنے اور اسے جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہنچا دے، کہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں، جو ان پہلے سننے والوں کے مقابلہ میں زیادہ محافظ اور سخن شناس ہوتے ہیں"

علماء کے احترام کے ضمن میں حضور علیہ السّلام کا ایک ارشاد حضرۃ عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے نقل کیا، اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"وہ شخص میرا امّتی نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے، چھوٹوں پہ شفقت نہ کرے اور علماء کی قدر و منزلت نہ پہچانے"

دوسرا ارشاد طبرانی میں ہے، جس کے راوی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس میں ہے کہ:

"تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جنھیں حقیر سمجھنے والا سوائے منافق کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اوّل وہ شخص جسے مذہب اسلام پر بڑھاپا آ گیا۔ دوسرے صاحبِ علم، تیسرے منصف حاکم"

جیسا کہ میں نے عرض کیا ارشاداتِ نبوی کا بے پناہ ذخیرہ ہے اور اس ذخیرہ کو بیان کرنا کس کے بس میں ہے۔ محض ارشادات بیان کیے گئے جن کا ایک ایک لفظ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے، لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ جناب ختمی مرتبت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نام لیواؤں کی زندگی میں ان ہدایات و ارشادات پر عمل کی کوئی جھلک موجود ہے؟

افسوس اور رونا تو اسی کا ہے کہ آج ایک ارب کی تعداد میں مسلمان ہیں لیکن فی الحقیقت وہ ایک بھیڑ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ع

غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

جو ہماری روایات تھیں ان کو ہم نے خیرباد کہہ دیا اور صورت یہ بن گئی اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔

علماء کے احسانات

بیچارے علماء جنھوں نے ہر دور میں روکھا سوکھا کھا کر ملت کی اصل متاع کی حفاظت کی، ان کے ساتھ آج عام مسلمانوں کا کیا سلوک ہے؟ ایک طبقہ تو ایسا ہے جس کی صفوں میں "مولوی" گالی کے مترادف ہے، اور یہ سب کچھ جہالت کم علمی، نادانی اور غفلت کا نتیجہ ہے ورنہ اگر عام لوگوں کی نظر علم کی حقیقت پر ہو وہ اس کے احترام سے آگاہ ہوں اور یہ جان لیں کہ انسانیت کا احترام اور وقار ہی علم میں ہے اور اسی کے صدقہ حضرت انسان کو شہرت و عزت نصیب ہوئی تو وہ یہ رویہ نہ اپنائیں بلکہ اس طبقہ کو سر آنکھوں پہ بٹھائیں اور ان کی قدر و منزلت اپنے دل میں پیدا کریں۔

خدمات و قربانیاں

اسلام کی پوری تاریخ کا مطالعہ کر جائیے۔ ہر دور میں علماء آپ کو سرگرم نظر آئیں گے۔ اس دور میں جب کہ آمدورفت کے وسائل آسان نہ تھے اور دور دراز کے سفر جانوروں کی پیٹھ پر ہوتے تھے ان لوگوں نے سیکڑوں میل سفر کر کے قرآن کی ایک ایک آیت، پیغمبر کا ایک ایک ارشاد اور دین کا ایک ایک مسئلہ سیکھا، مدتوں اپنے اساتذہ کی خدمت کی اور پھر اسی پر بس نہیں علمی وقار کو قائم رکھنے اور دینی اقدار کے تحفظ کے لیے وہ وہ قربانیاں دیں، جن کا تصور مشکل ہے، آخر حضرۃ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنھوں نے براہِ راست درس گاہِ نبوی سے استفادہ کیا اور جو اس امت کے اولین ارباب علم و دانش تھے، ان کی قربانیوں سے کیسے صرفِ نظر کیا جا سکتا ہے ائمہ کی لازوال قربانیوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ خود ہمارے یہاں اکبری الحاد سے نہ صرف ملت کو بچانے والے بلکہ خود مغلیہ حکمرانوں کے اقتدار کی گاڑی کو صحیح رخ پر لانے والے ایک مولوی و عالم تھے۔ حضرت الامام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ! شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کون تھے؟ جنھوں نے داخلی و خارجی طور پر ملت کی اس قدر خدمت کی کہ ایک فرد چھوڑ ایک جماعت سے اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے بعد تحریکِ مجاہدین سے تحریکِ پاکستان تک کسی بھی جگہ دیکھیں تو علماء ہراول دستہ کے طور پر کام کرتے نظر آئیں گے۔ لاٹھی گولی، جائداد کی ضبطی اور قید و بند کا لامتناہی سلسلہ نظر آئے گا، لیکن بلانوشان کے قدم آگے کو بڑھتے ہی آپ کو نظر آئیں گے، خود ہمارے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ جنھیں اپنے والدین نے "محرر" کر دیا تھا، یعنی دین کے لیے وقف کر دیا تھا ان کی زندگی اور پھر قرآنی خدمات! چشمِ فلک نے کاہے کو یہ نظارہ دیکھا ہو گا کہ ایک انسان تن تنہا دسیوں محاذوں پر ڈٹا ہوا ہے، انجمن خدام الدین سے متعلقہ ایک ایک چیز کی خبر لینا، خدام الدین کا ایک ایک حرف پڑھنا، درس قرآن آنے جانے والوں سے ملنا، ان کا تزکیہ، دعائیں اور توجہ اور پھر لاہور سے باہر دور دراز تک اصلاح و تبلیغ کی غرض سے جانا۔ ہے کوئی مثال اس ایثار و بے نفسی کی؟

لیکن آہ

کہ آج ہم ان پاکبازانِ امت اور محسنانِ ملت کے کام و نام تک سے واقف نہیں۔ اہل ہوس کا ایک بے ننگ و نام ٹولہ جس کی سرشت و عادت شرارت و فتنہ سامانی ہے اور جس نے "مولوی کے روپ" میں ہمیشہ ملت کی پیٹھ میں چھرا گھونپا اس کی بدکرداریوں کو دیکھ کر ہمارے نوجوان سبھی کو ایک لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی!

اولیاء اللہ و اولیاء الشیطان یا بالفاظ دیگر علماء حق اور علماء سوء کے وجود سے یہ دنیا کبھی خالی نہیں ہوئی اور اس

ہیں مصلحت یہ ہے۔ تقابل سے اشیاء کی اصلیت نکھر جاتی ہے۔ لیکن کیا ستم ہے کہ تقابل کئے بغیر سب کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ جانا آج ہمارا وطیرہ ہو چکا ہے۔

عزیزانِ گرامی

اللہ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے اس فتنہ و فساد کے زمانہ میں بھی ایسے پاک فطرت لوگ پیدا کر دیئے ہیں جو خوف و لالچ کے بغیر علم کی بات، قرآن و سنّت کی بات ہمارے کانوں تک پہنچاتے ہیں، کوئی غرض نہیں، مطلب نہیں، لیکن تبلاتے ہیں اور محض اس لیے ہے کہ ہم بُرے انجام سے محفوظ ہو جائیں، تو ہمارا فرض ان کا احترام ہے، ان کی عزت ہے، ان کی قدر و منزلت اپنے دلوں میں پیدا کرنا وقت کے مخصوص ماحول میں جبکہ ملّت کی اجتماعی آرزوؤں کو کچلا اور پیسا جا رہا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون ہے جو اس متاع کو سینہ سے لگائے ہوئے ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ "وحدت ملت" کی "سدِ سکندری" میں ابتدائی نقب "مسٹر" نے لگائی اور اس کے بعد وہ لوگ اس راہ پر چلے جو خادمانِ علم کے بجائے علم کے روئے روشن پر بدنما داغ ہیں۔ رہ گیا غریب مولوی تو وہ آج بھی چراغ جلائے ہر کسی کو آواز دے رہا ہے کہ ؎

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کی چال کو سمجھنے کی توفیق دے اور اپنے محسنوں کے ساتھ ہو کر دین و ملت کی سرخروئی کا ذریعہ و باعث بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؏



مجلسِ ذکر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہم

ولی کون ہے؟

بعد از حمد و صلوٰۃ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (صدق اللہ العظیم)

محترم حضرات و خواتین! حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ و طریقہ کے مطابق ہر ہفتہ اس طرح ہم یادِ خدا کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو قبول فرمائے، اور ہر دم اور ہر گھڑی اپنی یاد میں مشغول رکھے، کیونکہ اہل اللہ فرماتے ہیں جو دم غافل سو دم کافر۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے دوستوں کی تعریف فرمائی اور ان کی پہچان بتلائی کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ خوف اور غم ان کے قریب نہیں آتا۔ اللہ سے اتنا تعلق ہو جاتا ہے کہ پھر کسی دوسرے کو خاطر میں نہیں لاتے، سود و زیاں اور نفع و ضرر کا مالک اسے ہی سمجھتے ہیں اور اس کے دروازے کو اپنی حاجات اور مرادوں کے لیے پکڑتے ہیں۔ آگے ہیں کہ ولی وہ لوگ ہوتے ہیں "جو ایمان اور تقویٰ کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں" یہ نہیں کہ عمل و ایمان سے تو عاری ہے لیکن ہے پہنچا ہوا؟ لاحول ولا قوۃ۔ اللہ کا قرب اور اس کی رضا اسے ہی حاصل ہوتی ہے جو دولتِ ایمان و ایقان اور تقویٰ و پرہیزگاری سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے۔ ولیوں کے ولی اور انبیاء و رسل کے امام، خدا کے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، لیکن آپ ہر دم اللہ کی یاد میں مشغول رہتے۔ نماز و ارکانِ دین کا زبردست اہتمام فرماتے اور ان کے علاوہ عبادت کا وہ سلسلہ تھا کہ پاؤں اور پنڈلیاں سوج جاتیں اور پھر بھی عرض کرتے کہ اے اللہ میں تیری عبادت کا حق نہیں ادا کر سکا اور تجھے صحیح معنوں میں پہچان نہیں سکا۔

۱۳ سال کی مکی اور ۱۰ سال کی مدنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دیکھیں تو بارگاہ ربوبیت میں ہر وقت سجدہ ریز

نظر آئیں۔ مدینہ طیبہ میں تو معاملات بڑھ گئے، ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا، جہاد بھی فرض ہو گیا، لیکن یادِ الٰہی میں فرق نہ آیا۔ اب اگر رات کو مصلیٰ تھا تو دن کو گھوڑے کی پیٹھ۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۶۳ کے قریب جنگیں لڑیں اور ان کا مقصد محض اللہ کے کلمہ و دین کی سربلندی تھی اور بس۔ جنگوں میں مسلمان شہید بھی ہوتے، زخمی بھی ہوتے، خود آپ زخمی ہوتے۔ لیکن چونکہ مقصد بلند تھا اس لیے منہ نہ موڑا، صبر آزما تکلیفیں آئیں لیکن پرواہ نہیں، آخر سچے خدا کا وعدہ پورا ہوا، اور اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کے تحت اس نے صبر کرنے والوں پر اپنی رحمت کا نزول فرمایا اور ہر میدان میں انہیں کامیابی و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کے تربیت یافتہ مجاہدین نے قیصر و کسریٰ کی استبدادی طاقتوں کو زیر و زبر کر دیا اور یہ صدقہ تھا، قرآنی تعلیمات اور نبی کریم علیہ السلام کی حسن تربیت کا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا رعب کافروں کے دلوں میں ڈال دیا سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ (آل عمران)۔ یہ اہل اللہ اور خدا والے جب تک ان صفات سے متصف رہے اللہ بھی ان کی امداد کرتا رہا۔ یہ کل کا قصہ ہے کہ نہتے مجاہد علماء نے انگریز کی زبردست طاقت سے ٹکر لے کر اسے زیر و زبر کر دیا۔ لیکن اب حالات ایسے بدلے کہ اسلام، اسلامی روایات اور اسلامی اخلاق کا شور تو بہت ہے لیکن عملاً کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ اللہ کو یہ صورت پسند نہیں۔ معاشرہ کی اکثریت بے نماز ہے، رشوت عام ہے، سفارش کا دھندا زوروں پر ہے۔ اشیاء خوردنی و غیر خوردنی میں ملاوٹ بکثرت ہے، دھوکہ اور فریب عام ہو چکا ہے، حلال کھانا ایک مسئلہ بن چکا ہے، سود جیسی قباحتیں قومی زندگی کا لازمی حصہ بن چکی ہیں۔ اس لیے نصرتِ خداوندی سے محرومی ہے۔ سورۃ احزاب میں ہے۔

"کہ اے پیغمبر ان لوگوں سے پوچھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی مشکل صورتِ حال میں مبتلا کرنا چاہیں تو کون ہے جو تمہیں اس سے محفوظ کر دے، اور اگر وہ تم پر رحم فرمانا چاہیں تو کون ہے جو اسے روک دے؟ اس کے بغیر کوئی مددگار و حمایتی ہے ہی نہیں۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے کہ اسی صورت میں ہم اللہ رب العزت کی حمایت و نصرت حاصل کر سکتے ہیں اور جب وہ حاصل ہو جائے گی تو انشاء اللہ ہم سرخرو و سربلند ہو جائیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔



فرمایا:- میری یہ نصیحت یاد رکھنا اگر کسی جگہ دین اور دنیا کا مقابلہ آجائے تو دین کو غالب کرنا۔ مثلاً مجھے رواج مجبور کرتا ہے مگر شریعت دوسری جگہ لے جانا چاہتی ہے تو شریعت کو غالب کرنا۔

فرمایا: تصوف میں اصل چیز ہے اہل اللہ کے فیضِ صحبت کی باتوں سے کام نہیں چلتا۔

؎ قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کامل پامال شو

یعنی باتونی نہ بن حال والا بن پھر فرمایا اگر حال والا بننا چاہتے ہو تو کسی کامل کے پاس پامال ہونا پڑے گا۔

؎ گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اگر تو سخت پتھر کی طرح غیر کارآمد ہی کیوں نہیں کسی صاحب دل کے پاس جائے گا پارس بن جائے گا۔

؎ پیش رہبر ذلیل ہو جا
متبع بے دلیل ہو جا
پھر تو سچ مچ جمیل ہو جا
یعنی اللہ کا خلیل ہو جا

فرمایا: اگر ذکر میں انوار نظر نہیں آرہے پھر بھی تو شکر کر کہ بندگی میں تو لگا دیا۔

ے رُو شکر کن در کار خیریت بداشت
نہ چوں دیگرانت معطل گذاشت

اگر یہ فرما دیتے کہ نکل! میں تمہیں اپنے دربار میں آنے کی توفیق ہی نہیں دیتا۔

ے بندگی چوں گدایاں بشرطِ مزد مکن
کہ خواجہ روشِ بندہ پروری داند

کوئی چیز حاصل نہیں ہو رہی تو تو پھر اس ذاتِ کریم کا شکر کر، رب تعالیٰ کو ایسے ہی منظور ہو گا۔ سردار کو غلام کے پالنے کا طریقہ آتا ہے۔

ے از خدا جز خدا چیزے مخواہ
خدایا از تو ترا خواہم

خدا سے خدا کے سوا کوئی چیز نہ مانگ بس یہی مانگ کہ اے اللہ! میں تجھ کو تجھ ہی سے طلب کرتا ہوں۔

ے از خدا غیرِ خدا را خواستن
ظن افزونیست کلی خواستن

خدا کا نام دوسری چیزوں کے حصول کے لیے نہ لے بلکہ خدا کا نام اس واسطے لے کہ خدا تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے۔ ہمارے ذکر کا تو مقصد یہ ہے یوسف علیہ السلام بک رہے تھے ایک بڑھیا کو راستے میں کسی نے دیکھا۔ پوچھا کہاں جا رہی ہے کہنے لگی یوسف کو خریدنے۔ پوچھا کیا اسباب لے کر جا رہی ہے۔ جواب دیا یہ کپاس کی اَٹی لے کر جا رہی ہوں۔ اس پوچھنے والے نے جواب دیا کہ وہاں تو بڑے آدمیوں کا کام ہے تیری کپاس کی اَٹی کو پوچھے گا کون؟ بڑھیا کہنے لگی یہ تو مجھے بھی معلوم ہے لیکن قیامت کے دن یوسف کے خریداروں میں تو شمار ہو جاؤں گی۔

ے ہمینم بس کہ داند ماہ رویم
کہ من نیز از خریدارانِ اویم

ہمارا یار جان لے کہ ہم بھی اس کے خریداروں میں شامل تھے۔

طالب کی طلب صحیح سے خدا ملتا ہے۔ ایک بزرگ رو رہے تھے۔ کسی نے کہا۔ حضرت! بہت نہ روئیں آنکھیں خراب ہو جائیں گی۔ فرمانے لگے۔ اگر آنکھوں کے بدلے یار ملتا ہے تو یہ آنکھیں چلی جائیں یار مل جائے ورنہ یہ آنکھیں یار کے سوا کسی غیر کو تو نہ دیکھیں۔

ے دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

یعنی طلب سے ہاتھ نہ چھوڑوں گا یا جان چلی جائے یا یار مل جائے۔

سچ سچ میں کہتا ہوں، کہ طلبِ خدا میں اگر جان چلی جائے تو پھر بھی سستا سودا ہے۔

ے جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

مجنوں نے لیلیٰ کے فراق میں جان دے دی کیا اللہ تعالیٰ کی طلب لیلیٰ کی طلب سے کم ہے؟

ے فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست
کہ حیف باشد ازو غیرِ او تمنائے

قطب العالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں کوئی شخص آ کر شکایت کرتا کہ حضرت! ذکر تو کر رہا ہوں مگر فائدہ نہیں ہوتا۔ فرماتے ارے! کیا یہ کم بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا نام مبارک لینے کی توفیق تو دے رہے ہیں۔ پھر یہ شعر پڑھتے تھے۔

ے یابم اورا نیابم جستجوئے میکنم
حاصل آید یا نیاید آرزوئے میکنم

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب کوئی شخص ایک دفعہ زبان سے یا دل سے اللہ کہتا ہے اوپر سے منظوری آتی ہے تب دوسری دفعہ اللہ کہنے کی توفیق دی جاتی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جنگل بیابان میں چاندنی رات کے وقت باہر نکلے اوپر کو منہ کر کے عرض کیا۔ سائیں! تیری شاہی بڑی مگر یاد کرنے والے تھوڑے ـــــ ہاتفِ غیب سے آواز آئی۔ بایزید! بادشاہ اپنے دربار میں ہر کسی کو آنے کی دعوت نہیں دیا کرتے۔

فرمایا: جس قدر مرشد کامل سے محبت کا رابطہ بڑھتا جائے گا مرید دور رہ کر بھی شیخ کے فیض سے فیضیاب ہوتا رہے گا اور بے محبت آدمی مرشد کے شرعی حکم کی تعمیل نہ کرنے والا گو قریب ہے بے نصیب ہے

باقی آئندہ

خلافت راشدہ اور صداقت اسلام

حافظ محمد عمر
گوجرانوالہ

نظام خلافت راشدہ اسلامی نظام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والسلام کی عملی تفسیر ہے۔ پاکستان میں اسے نافذ کرنا چاہیے"۔ اس پر سیخ پا ہو کر حال ہی میں شیعہ علما کے صدر جناب بشیر احمد آف ٹیکسلا نے جناب ضیاء الحق کی خدمت میں مراسلہ بھیجا ہے کہ "ہمارا بچہ بچہ خلافت راشدہ کا منکر ہے ہم اس نظام کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگر خلافت راشدہ پر نظام اسلام قائم کیا گیا تو ہم ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کریں گے جیسے ہندو اکثریت نے مسلم اقلیت کو پریشان کیا تو پاکستان وجود میں اسی طرح سنی اکثریت نے شیعہ اعتقاد کے برعکس خلافت راشدہ کے مطابق حکومت بنائی تو ہم اپنا الگ ملک بنائیں گے"۔ او کما قال

اگر یہ کسی لامذہب ذاکر کی بڑ ہوتی تو تسامح ممکن تھا مگر ایک ذمہ دار شیعہ عالم کی طرف سے یہ افسوسناک بیان بڑے خطرہ کا الارم ہے جو تمام مسلمانوں اور حکومت کی مشینری کے لئے اولین توجہ کا مستحق ہے۔

سوال یہ ہے کہ ہزار برس سے زائد تقیہ کے غار میں رہنے والے۔ جس کے امام صاحب امر تاہنوز غار سرمن رای میں پوشیدہ ہیں۔ ایک گروہ کو اتنی چھٹی کیوں مل گئی ہے کہ اس نے کلمہ طیبہ بدل دیا نبی معصوم کے مقابل امام معصوم اور حلال وحرام میں مختار مذہبی پیشوا بنا لئے نبوت کو امامت سے اور رسول کو امام سے کم تر بنا دیا۔ یہ ان کے شاعر کا مشہور قول ہے۔

علی کو نبی سے یوں تو میں افضل کہہ نہیں سکتا
مگر اپنے سے افضل داماد کرتے ہیں

ایک شاعر یوں بڑ مارتا ہے۔

اسلام کے دامن میں بس دو ہی چیزیں ہیں
اک ضرب ید اللّٰہی اک سجدۂ شبیری

شیعیت کے سب سے زیادہ ذمہ دار مجتہد اعظم شریعتمدار محمد کاظم ایرانی اردو نہج البلاغہ کے دیباچہ میں یوں فرماتے ہیں۔

"الغرض بعد از کلام ربانی سعادت علم و دانش کا سرچشمہ اگر ہے تو خطبات علی علیہ السلام کیوں نہ ہو ہمارے لئے حضرت علی علیہ السلام کی ذات والا صفات سرمایہ حیات ہے جو منصوص من اللہ ہے"۔

مدیر اعلیٰ اخبار شیعہ صادق علی عرفانی اسی دیباچہ میں لکھتا ہے۔ جس طرح آپ کا کلام تحت کلام الخالق وفوق کلام البشر ہے اسی طرح آپ کی ذات اقدس مافوق البشر اور مظہر کمالات قدرت ہے ؎

ما علی بشر کیف بشر
ربہ فیہ تجلّیٰ وظہر

یعنی شکل انسانی میں حضرت علیؓ ذات خداوندی کا اوتار اور مظہر ہیں جیسے عیسائیوں یہودیوں اور ہندوؤں کا اپنے اکابر کے متعلق عقیدہ ہے۔ نبوت محمدی کے تمام فیض یافتگان کو تو منافق و بے ایمان معاذ اللہ بنایا ہی تھا اور اطیعوا الرسول کا انکار کر کے کتاب اللہ کے بعد مخصوص اہلبیت کی لم تراشی تھی اب تو سرے سے حضرت محمد رسول اللہ کا اسم گرامی مٹانے کی سازش بھی عروج پر ہے جس کی ادنیٰ جھلک آپ کے سامنے ہے قرآن کے بالمقابل آئمہ کے ۱۲ صحیفے ایجاد کر لئے ہیں مساجد کے بجائے امام باڑے آباد ہیں نماز پر عزا کو ترجیح ہے حج بیت اللہ پر زیارت آئمہ کو ترجیح ہے خدا سے مانگنے کے بجائے یا علی مدد کا نعرہ ورد زبان ہے۔ خدا اور رسول کی تمام صفات آئمہ کو تفویض کی گئی ہیں کبھی ۲ لاکھ رضاکاروں کے ذریعے ملک کو کربلا بنا دینے کی دھمکی ہے۔ کبھی دینیات کا نصاب الگ ہو رہا ہے۔ کبھی خلافت راشدہ کے زریں دور کو تاریخ اسلام سے حذف کرایا جا رہا ہے اب پاکستان میں نئے "شیعستان" کا مطالبہ ہے کہ ہم سنیوں کو ہندو سمجھ کر علیحدہ وطن چاہتے ہیں۔ فوا اسفا ہم مرد جری جناب ضیاء الحق صاحب سے اور تمام ملک و ملت سے ہمدردی رکھنے والے علماء وکلاء صحافی سیاسی لیڈروں اور عوام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدارا اس صورت حال پر توجہ فرما کر ملک وملت کی ناؤ کو غداروں سے بچائیں اور بغداد کی سی تباہی کا انتظار نہ کریں۔ اس تمہید کے بعد اب ہم اصل مسئلہ کی حقانیت واضح کرتے ہیں اور منکرین خلافت راشدہ کی خدمت میں عرض گذار ہیں کہ ایک مسلمان محب قرآن، محب نبی، محب علی ہو اور جعفری کہلانے کی حیثیت سے خلافت راشدہ کا انکار ممکن نہیں ہے۔

امر اول: صداقت اسلام و رسول

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعویٰ نبوت اور اسلام کی صداقت پر روز اول سے جو دلائل قائم فرمائے ان میں خلافت راشدہ کا ذکر سب سے زیادہ تھا۔ ذرا اپنی کتب سے کچھ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ (محمد) دعویٰ کرتا ہے کہ اسے خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور کہتا ہے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے اس کے لئے خدا فتح کرے گا (حیات القلوب ج ۲ / ۲۶۱)

۲۔ حضورؐ نے بلند آواز سے ندا دی کہ اے قریشیو اور عربو! میں تمہیں خدا کی وحدانیت کی گواہی اور اپنی پیغمبری پر ایمان کی دعوت دیتا ہوں اور امر کرتا ہوں کہ بت پرستی چھوڑ دو اور وہ تمام باتیں مانو جو میں تم کو بتاؤں تاکہ تم عربوں کے بادشاہ ہو جاؤ اور عجم کے لوگ تمہاری پیروی کریں اور تم بہشت میں بادشاہ ہو پس قریش ٹھٹھا کرانے لگے۔ (ایضاً ج ۲ / ۲۶۴)

۳۔ لیکن میں ایک کلمہ ان سے چاہتا ہوں اگر وہ کہہ دیں کہ عرب و عجم کے بادشاہ ہو جائیں اور بہشت میں بھی بادشاہ ہوں (ایضاً)

۴۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا حق تعالےٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جھوٹے بادشاہوں کو قتل کروں اور ان کی حکومت تمہاری طرف کھینچوں پس میری معلومات مان لو تاکہ عرب و عجم کے بادشاہ ہو اور بہشت میں بھی بادشاہ ہو۔ (ایضاً ج ۲ / ۲۶۵)

۵۔ تمام مومنین صحابہؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا پس صبر کرو خدا اس دین کو اسی طرح پورا کرے گا اور اقتدار اسلام کو اس قدر پختہ کرے گا کہ ایک مسلمان سوار عورت تنہا صنعا سے حضرموت تک سفر کرے گی اور خدا بغیر کسی سے نہ ڈرے گی۔

(حیات القلوب ج ۲ / ۲۶۵)

۶۔ کسریٰ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میری امت جلد ہی اس زمین کی مالک ہو جائے گی (ایضاً صـ ۲۴۱)

۷۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس رات قیصر و کسریٰ دونوں مر گئے اپنے بادشاہوں کو جا کر کہو کہ میری حکومت ان کی زمین تک پہنچے گی اور قیصر و کسریٰ میری امت کے قبضے میں آ جائیں گے ان سے کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کی حکومت ان کے ہاتھ میں رہنے دوں گا۔ (ایضاً صـ ۲۴۲)

۸۔ معتبر روایات کے مطابق آیت قل اللّٰھم مالک الملک الخ اس وقت نازل ہوئی کہ فتح مکہ یا غزوہ خندق کے موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اور میری امت کو عجم روم اور یمن کے بادشاہوں کی حکومت دی ہے منافقوں نے کہا کہ محمد مکہ اور مدینہ پر اکتفا نہیں کرتا اور بادشاہوں کے ممالک کا لالچ کرتا ہے۔ (حیات القلوب صـ ۱۰۸ — ۱۸۰ ج ۲)

یہ حوالہ جات پھر غور سے پڑھئے ایک ہی معتبر مولف ملا باقر علی مجلسی جن کو شیعہ خاتم المحدثین لکھتے ہیں کے مسلسل حوالہ جات ہیں جن کی حقانیت پر شبہ نہیں ہو سکتا۔ بالاتفاق ان پیشگوئیوں اور وعدوں کے نتیجے میں عرب و عجم کے بادشاہ اور قیصر و کسریٰ کے وارث حضرت ابوبکر عمر عثمان علی و معاویہ رضی اللہ عنہم بنے ان کی فتوحات کو حضورؐ نے اپنی فتوحات بتایا اپنے دعویٰ کی صلاحیت پر دلیل ان کو بنایا بہشت کا بادشاہ بھی ان کو بتایا اور اس بات پر استہزا یا شک و انکار منافقوں نے ہی کیا اب شیعہ خود سوچیں کہ وہ انکار کر کے کس گروہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اب اگر بقول شیعہ یہ خلفاء فاتحین اسلام نہ مومن ہوں نہ بہشتی نہ ان کی فتوحات فتوحات نبوی ہوں تو نہ اسلام کی صداقت باقی رہتی ہے۔ نہ خدا اور رسول کی بات اور پیشین گوئی سچی رہتی ہے پس معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ پر ایمان، توحید و رسالت پر ایمان کا سنگم اور اصل معیار ایمان ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں اسی وجہ سے یہ لکھا ہے "کہ خلافت پنجتن دین کے لئے بنیاد اور اصل ہے اس کے بغیر کوئی بھی مسئلہ ثابت نہیں ہو سکتا اور کسی بھی دلیل پر اعتبار نہیں رہتا۔"

امر دوم: صداقت قرآن

یہ حقیقت شک و شبہ سے بالا ہے کہ لاکھوں کروڑوں حفاظ کے سینے میں محفوظ قرآن پاک حضرت ابوبکر و عمر و عثمان ہی کا جمع کردہ اور خلافت راشدہ کے زیر اہتمام پھیلایا ہوا اور مدون کردہ ہے تبھی تو جل کر شیعہ حضرات اسے صحیفہ عثمانی کہہ کر اپنی بے اعتباری ظاہر کر کے محرف بتلاتے ہیں۔ الغرض خلفاء ثلاثہ ہی نے وسیع تر انتظامات کے ساتھ اس قرآن کو مدون کر کے پھیلایا اور محفوظ کیا اور وعدہ الٰہی وانا لہ لحافظون ان کے ہاتھ ہی پورا ہوا اب اگر یہ مومن نہ تھے یا ان کی حکومت صحیح نہ تھی تو چاہیئے تھا کہ اللہ تعالےٰ کسی اور طاقتور صاحب غلبہ جماعت سے اقطار عالم میں قرآن پھیلاتے اور حفاظت کرتے مگر ایسی جماعت نہ ہوئی کیونکہ سب شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علیؓ نے جو قرآن مرتب کیا وہ اس قرآن کے مخالف تھے جب اسے کسی نے قبول نہ کیا تو آپ نے اسے چھپا دیا اور فرمایا تم قیامت تک یہ قرآن نہ دیکھ سکو گے چنانچہ وہ قرآن ائمہ کے واسطے سے ہوتا ہوا حضرت مہدی صاحب الامر کے پاس ہے وہ قرب قیامت میں تشریف لا کر اصلی قرآن دکھائیں پڑھائیں گے مجالس المومنین صـ ۳۴ اور روضہ کافی صاحب کی یہ روایت دلچسپی سے خالی ہوگی۔ زرارہ بن المعین نے جب دو اماموں سے متضاد باتیں سنیں تو حضرت باقر سے شکایت کی تب آپ نے اسے فرمایا تم ہر بات مانتے جاؤ انجام ہمارے سپرد کرو ہماری اور اپنی حکومت کی امید رکھو ہماری اور اپنی آزادی کی امید رکھو پس جب ہمارا قائم (مہدی) کھڑا ہو جائے گا اور ہمارا متکلم

ہوے گا تو تمہیں از سرِ نو قرآن، شرائع دین اور احکام و فرائض کی تعلیم دے گا جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارے ہیں (اگر آج وہ تعلیم دی جائے) تو تمہارے سمجھدار لوگ بھی انکار کر دیں۔ پھر تم اللہ کے دین پر قائم نہ رہ سکو مگر تلوار کے سائے کے نیچے جو تمہاری گردن پر ہو گی۔ لوگوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پہلے لوگوں کی روش اپنائی کہ قرآن شریعت اور دین کو بدل ڈالا تحریف کی اللہ کے دین میں کمی بیشی کی پس آج کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس پر سب لوگ قائم ہیں مگر وہ منجانب اللہ وحی سے بدلا ہوا ہے تم پر خدا کی رحمت ہو جدھر تجھے بلایا جائے ماننا جا حتیٰ کہ وہ امام (مہدیؒ) آجائے جو تمہیں نئے سرے سے اللہ کا دین ٹھیک پڑھائے۔"

معلوم ہوا کہ جب شیعہ آئمہ کے پاس بھی وحی الٰہی کے مطابق حق و صداقت نہیں نہ وہ شریعت اور کتاب اللہ کی حفاظت کر سکے تو لامحالہ کتاب اللہ اور شریعت کی حفاظت کے اہلِ سنت والجماعت اور اس کے اکابر خلفاء ثلاثہؓ نے کی ورنہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور خدا کی حجت بندوں پر پوری نہیں ہو سکتی۔

۳۔ تبلیغ اسلام اور خلافت راشدہ نص قرآنی کے مطابق

آپ کی نبوت سب دنیا کے لیئے ہے مگر آپ کے قدم صرف عرب میں رہے تو آپ کے مشن کی تبلیغ و تکمیل خلفاء راشدین نے ہی اپنی مستحکم اور وسیع و عریض حکومتوں کے ذریعے کی اور کروڑوں نفوس کو کفر کی دلدل سے نکال کر اسلام کے فرش پر لے آئے اور رعیت الناس یدخلون فی دین اللہ کا نظارہ فتح مکہ کے بعد سے بڑھتا ہی رہا ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے نہ آپ کے کسی نمائندہ کے ہاتھ پر۔ شیعہ اعتقاد کے مطابق آپ نے پوری عمر (اپنے عہد میں بھی) تقیہ میں گذاری کہ اپنا دین بھی ظاہر نہ کیا تو کلمہ کسے پڑھاتے اب اگر خلافت راشدہ سچی ہو، خلفاء ثلاثہ مومن ہوں تو نبی کا مشن ختم ہو جاتا ہے۔ گویا اسلام اپنی موت آپ مر گیا کہ سب خلفاء ثلاثہ اور ان کے متبعین کے ہاتھ پر کلمہ خواہاں باطل اور منافق ٹھہرے۔ (معاذ اللہ)

اللہ تعالےٰ نے آل عمران میں اہم مقاصد نبوت ۴ بیان فرمائے ہیں (تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت)۔ خلافت راشدہ کا ایک ایک لمحہ یہ بتاتا ہے کہ جانشینان پیغمبر نے ان مقاصد و مناصب نبوت کی کماحقہ تکمیل کی اور تو اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان سے قرآن سیکھتے تھے۔ مثلاً قطب راوندی نے حضرت ابوذر غفاری سے روایت کی ہے۔

میں عثمانؓ کی خدمت میں بیٹھ گیا جب عثمان اٹھے تو میں بیٹھا رہا۔ حضورؐ مسجد میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپ نے پوچھا تو عثمان سے راز کی بات کرتا تھا میں نے کہا قرآن کی ایک سورت اس سے پڑھتا تھا (حیات القلوب طبع ۲ ج ۱ ص ۲۹۱)

خلفاء راشدین کے زمانے میں ۴۰۰۰ (چار ہزار) نئی جامع مساجد تعمیر ہوئیں۔ بستی بستی میں حافظ معلم اور قاری مقرر کیئے گئے اور ان کے وظائف بیت المال سے ادا کیئے جاتے تھے۔ اگر تعلیم و تعلم کا یہ ثواب پیغمبر کو پہنچے گا تو خلفاء راشدین کو بھی ضرور پہنچے گا۔ جس سے ان کی افضلیت کا عقیدہ نمایاں ہو جاتا ہے۔

۴۔ نبوت اور خلافت راشدہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان خلفاء کے ساتھ ولی عہد کا سا برتاؤ کیا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو ۹ھ میں امیر حج اور مرض وفات میں اپنے مصلیٰ پر جانشین بنایا حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کا لوگوں کو حکم دیا (اپنی زوجہ مطہرہ کو خوش خبری دیتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی پیشین گوئی فرمائی (تفسیر ص ۲۵۴ تفسیر مجمع البیان ص ۳۱۴ سورت تحریم) عمر بھر ان کو وزیر و مشیر بنائے رکھا کئی مرتبہ سالار جنگ بنایا۔ ان میں سے ہر بات تاریخی حقیقت ہے اگر معاذ اللہ یہ مومن نہ تھے یا اہل خلافت نہ تھے تو آپ ان سے یہ تعاون نہ کرتے بلکہ نص قرآنی واغلظ علیہم (ان پر سختی کیجیے) کے تحت ان کو محفل سے بھی دور بھگائے رکھتے مگر آپ نے شیخین کی بیٹیاں حکم خداوندی نکاح میں لے کر باپ کا سا اعزاز بخشا اور عثمان و علیؓ کو بیٹیاں دے کر بیٹے کا مقام عطا کیا (رضی اللہ عنہم)

اگر ان کی خلافت راشدہ کے بجائے منافقانہ تھی تو نص قرآنی کی رو سے ان کو کامیابی ہو سکتی تھی کیونکہ ارشاد الٰہی ہے: "منافق جہاں بھی پائے جائیں گے گرفتار ہو کر بری طرح قتل کیے جائیں گے"

اگر خلافت راشدہ کو برحق نہ مانا جائے تو نبوت کی اہم ترین دلیل فوت ہو جاتی ہے۔ پھر صداقت نبوت پر اعتماد نہیں رہتا۔ کیونکہ قرآن نے آپ کی نبوت پر چار قسم کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ سابقہ کتب کی اخبار پیشین گوئیاں۔ آپ کے ذاتی کمالات و حالات۔ آپ کے خوارق و معجزات آپ کے شاگردوں کے کمالات و فضائل۔ پہلے تینوں قسم کے دلائل روایت اور حکایت پر موقوف ہیں جس کی روایت صرف تلامذہ نبوت صحابہ کرامؓ سے ہو سکتی ہے۔ جب وہی غیر معتبر منافق یا غیر صادق ہوں تو ان کی کسی بات پر اعتبار نہ رہے گا اور نبوت مشکوک ہو جائے گی معلم کا کمال اس کے شاگردوں میں، پیر کے تزکیہ کا کمال اس کے مریدوں میں انجنیئر کا کمال اس کی بلڈنگ میں طبیب کا کمال اس کے شفایاب مریض میں دیکھنا اور ان کی مہارت پر استدلال کرنا عقلی تقاضا ہے اگر شاگرد و تلامذہ سب فیل ہوں، مرید برے ہوں۔ بلڈنگ گر رہی ہو مریض جاں بلب ہو تو کیسے کوئی استاد، مرشد معمار و طبیب

کی مدح کرے گا۔ کفار نے حضور پر شاعر ہونے کا الزام لگایا تو رب تعالےٰ نے جواب میں صحابہ کرامؓ کو پیش کیا کہ پیغمبر شاعر نہیں۔ کیونکہ شاعروں کے پیروکار گمراہ ہوتے ہیں اور اس پیغمبر کے پیروکار ہدایت یافتہ ہادی اور راستباز ہیں۔

والشعراء یتبعھم الغاوٗن شاعروں کے پیروکار تو گمراہ ہوتے ہیں۔

۵۔ ارشادات مرتضوی برخلافت راشدہ کے

۱۔ فلاں شہروں کو اللہ تعالیٰ آباد رکھے۔ کجی کو درست کیا بیماری کا علاج کیا اور سنت نبوی کو قائم کیا فتنہ پس پشت ڈال دیا پاکدامن ہو کر رخصت ہوا کم عیب تھا خلافت کی بھلائی تک پہنچا اسکی برائی سے بچ نکلا اور کما حقہ اطاعت کی اور کما حقہ اس سے ڈرتا رہا (نہج البلاغہ مع شرح ۱۱۳)

حضرت علیؓ کے ارشاد ہذا کے مصداق میں شارحین نے یا حضرت ابوبکرؓ کا نام لیا ہے یا حضرت عمرؓ کا جو بھی ہو ہمارا مدعا ثابت ہے کہ یہ خلافت راشدہ کی حقانیت اور اس کے منبع خیر ہونے پر نص قاطع ہے ایک کی تعریف دوسرے کی صداقت کو مستلزم ہے۔

۲۔ حضرت عمرؓ کو قتال فارس میں شرکت نہ کرنے اور مدینہ رہ کر تمام لشکروں کی کمان کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا" کہ اس دین کی نصرت یا شکست کثرت و قلت پر موقوف نہیں یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے غالب کر دیا ہے اور یہ لشکر اسلام اللہ کا لشکر ہے جسے خدا نے تیار کیا اور پھیلایا ہے پہنچا جہاں تک پہنچا اور چمکا جہاں سے چمکا ہم تو اللہ کے وعدے پر یقین رکھتے ہیں اللہ پاک اپنا وعدہ پورا فرما رہا ہے۔ اپنے لشکر کی مدد فرما رہا ہے"۔

شارح فیض الاسلام ایرانی لکھتے ہیں کہ یہ وعدہ قرآن کی سورت نور رکوع ۵ میں ہے۔

مرتضےٰ صفحہ ۱۴۴/۲ معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ فرمان مرتضےٰ کے مطابق منصوص اور موعودہ الٰہی ہے جس کی صداقت اور حقانیت از بس لازمی ہے ورنہ نہ قرآن سچا ہوگا نہ کلام علیؓ۔ تو خلافت کے غصب وغیرہ کے قصے سب دشمنان قرآن کا پروپیگنڈہ ہے۔

۳۔ اور اس امت کا خلیفہ وہ شخص بنا جو خود دین پر قائم رہا اور لوگوں کو دین پر قائم رکھا حتیٰ کہ دین نے اپنا سینہ زمین پر ٹیک دیا۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۲۵۳) یعنی دین پھیل کر مضبوطی سے جم گیا۔ فتح اللہ کاشانی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت عمر بن الخطاب ہیں۔

۴۔ حضرت عثمانؓ کے انتخاب کے موقعہ پر کچھ لوگوں نے آپ کی بیعت کرنا چاہی تو فرمایا "مجھے چھوڑو کسی اور کو تلاش کرو تم جس کو بھی خلیفہ چنو گے تو شاید میں تم سے بھی زیادہ اس کا مطیع و فرمانبردار رہوں گا (نہج البلاغہ)

معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت بھی برحق اور اسے حضرت علیؓ کی اطاعت حاصل تھی اگر وہ ناحق اور خلافت جائرہ ہوتی تو آپ اطاعت نہ کرتے کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں آگ پکڑے گی ہود ع"

۵۔ آپ شورائی انتخاب کے قائل تھے خلافت منصوصہ کا اعتقاد نہ رکھتے تھے کیونکہ قرآن پاک میں ہے۔

(وامرھم شوریٰ بینھم پ ۲۵ ع ۵) کہ مسلمانوں کی خلافت وغیرہ امور ان کے باہمی مشورے سے ہوتے ہیں"۔ تو حضرت علیؓ نص قرآنی کے خلاف خلافت منصوصہ کا اعتقاد کیسے رکھ سکتے امر کا لفظ زیادہ تر حکومت پر بولا جاتا ہے جیسے شیعہ حضرات مہدیؒ کو صاحب الامر یعنی صاحب حکومت ہے۔

۶۔ نیز حضرت معاویہؓ کو منتخب ہونے کے بعد لکھا "بلاشبہ میری بیعت ان ہی لوگوں نے کی

ہے جنہوں نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمانؓ کی خلافت راشدہ کی حیثیت سے کی تھی پس اب حاضر کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اور خلیفہ چنے اور نہ غائب کو یہ اختیار ہے کہ وہ منتخب کی بیعت رد کرے بلاشبہ یہ شورائی انتخاب مہاجرین و انصار کا حق ہے اگر وہ کسی شخص پر اتفاق کرلیں اور اسے امام نامزد کر دیں تو وہ اللہ ہی کا پسندیدہ خلیفہ ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

آپ کا یہ کلام مبنی بر حقیقت ہے الزامی ہونے کا اس میں کوئی قرینہ یا لفظ نہیں جیسے درج ذیل ارشاد مبنی بر حقیقت ہے جو آپ نے بیعت کرنے والے بلوائیوں سے کہا تھا "کہ انتخاب کا حق تم کو نہیں یہ تو اہل بدر کا حق ہے وہ جسے راضی ہو کر خلیفہ چنیں وہ خلافت کا حقدار ہے" (نہج البلاغہ)

الزامی شبہ دور ہونے کے ساتھ یہ بھی واضح ہو گیا کہ شورائی خلافت برحق ہے ورنہ مبنی بر شوریٰ حضرت علیؓ کی خلافت بھی باطل ہو گی اور اس پر مبنی تصرفات جنگ جمل و صفین وغیرہ ناجائز ثابت ہوں گی آپ کا تحفظ صرف اسی میں ہے کہ آپ شورائی خلافت کے قائل تھے اور سابقہ خلفاء کو برحق سمجھتے تھے۔

۷۔ تاریخ طبری ج ۴ صـ۹۲ کا یہ خطبہ بھی خلافت راشدہ پر نص صریح ہے۔

جاہلیت کی بدبختی کے ذکر کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی باہمی الفت و محبت سے نیک بختی کا ذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ نے سب مسلمانوں کو اپنے نبی کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ پر متفق کر دیا پھر اس کے بعد حضرت عمر و عثمانؓ پہ جمع کیا پھر یہ حادثہ (شہادت عثمانؓ) اس قوم نے برپا کیا جو دنیا کے طالب ہیں اور مسلمانوں کو دی ہوئی اللہ کی نعمت و فضیلت پہ حسد کرتے ہیں اسلام اور اس کے مسائل کو (جاہلیت کی طرف) پلٹنا چاہتے ہیں اللہ اپنے کام کو پورا کرے گا!

قاتلین عثمان اور منکرین خلفاء ثلاثہ کو گویا آپ نے عملی مرتد اور کفار کا ایجنٹ قرار دیا۔

ایک شبہ کا ازالہ

کچھ لوگ طبری کی ایک روایت سے دھوکہ دیتے ہیں کہ انتخاب عثمان کے موقع پر حضرت علیؓ کے سامنے سنت نبوی کے ساتھ سیرت شیخین پر عمل کی بھی تجویز رکھی گئی تو آپ نے سنت نبوی کا نام لیا سیرت شیخین کا نام نہ لیا معلوم ہوا کہ آپ اس کے قائل نہ تھے اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ قطع نظر رواۃ کے متہم بالکذب ہونے کے روایت کا سیاق و سباق اسے جعلی بتاتا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ داؤ کھیلا جو دونوں کی شان اور فراست کے خلاف ہے۔ ورنہ جہاں تک شیخین کی سیرت کو اپنانے اور اس پر کاربند رہنے کا مسئلہ ہے کسی سے پیچھے نہ تھے پورے متبع تھے (تاریخ طبری میں ہے)۔

۸۔ خوارج سے جنگ کے موقع پر حضرت علیؓ نے لوگوں سے کہا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر میری بیعت کرو تو ربیعہ نے کہا ابوبکر و عمرؓ کا نام بھی لیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمرؓ نے اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف کوئی عمل کیا ہوتا تو وہ کسی بات میں حق پر نہ ہوتے"۔ یعنی ان کی سیرت کتاب اللہ و سنت نبوی کے عین مطابق تھی۔ ان دو چیزوں کے ذکر میں وہ بھی آ گئی تو علیحدہ ذکر کی حاجت نہیں۔ کہ علیحدگی کا وہم ہو گا

۹۔ اپنے حکام اور قضاۃ کو لکھا "تم اسی طرح فیصلے کرتے رہو جیسے پہلے کرتے تھے کیونکہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ ان سے اختلاف کروں حتیٰ کہ سب لوگ ایک جماعت بن جائیں یا میں فوت ہو جاؤں جیسے میرے ساتھی (خلفاء ثلاثہ) فوت ہو چکے"۔ (بخاری و مجالس المومنین)

حالانکہ بحیثیت خلیفہ اور مجتہد ہونے کے آپ کو اختلاف کا حق ہے۔ مگر شیخین سے کمال محبت کی بناء پر اسے بھی استعمال نہ کیا۔

۱۰۔ اتباع شیخین کی یہی روح اور تعلیم آپ نے اپنے ساتھیوں اور اولاد کو بھی دی تھی۔ مثلاً ابو ذر غفاریؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا

تو بہ سیرت وسنت   حضرت ابوبکر و عمرؓ کی
ابوبکر و عمرؓ رو تا فارغ   سیرت و سنت پہ آپ
باشی و کسے بہ تو انکار   چلتے رہیں تاکہ مطمئن
نہ کند (مجالس المومنین صـ۴۳)   رہیں اور کوئی آپ
پر اعتراض نہ کرے

حضرت حسنؓ نے بھی حضرت معاویہؓ سے بیعت کرتے وقت سیرت خلفاء راشدین کی

پابندی کی شرط لگائی۔

کہ حسن بن علیؓ معاویہؓ سے کوئی تعرض نہ کرے گا بشرطیکہ وہ کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور خلفاء راشدین کے طریقہ کے مطابق لوگوں میں حکومت کرے۔ جلا العیون صد ۲۵

۶۔ حضرت جعفر صادق اور خلافت راشدہ

جعفری کہلانے والے حضرات اگر آپ کے ارشادات کو سرمہ بصیرت بنائیں تو انکار کی جرأت نہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ جن لوگوں نے قیصر وکسریٰ سے جہاد کیا ان کا کیا حال ہے۔ تو امام نے فرمایا۔

"مہاجرین پر دو ہر اظلم ہوا ایک ظلم تو اہل مکہ نے کیا کہ ان کو گھروں سے نکالا مال وجائیداد سے بیدخل کر دیا تو انہوں نے اللہ کی اجازت سے ان کے ساتھ جنگ کی دوسرا ظلم قیصر وکسریٰ نے کیا اور ان کے ماتحت عجم وعرب کے قبائل نے بھی کہ وہ حق اقتدار ان سے چھین رکھا تھا جس کے حقدار مومنین تھے چنانچہ مومنین نے ان سے بھی باذن اللہ جنگ کی اور کفرستان میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے" اس طویل حدیث میں حضرت امام صادق نے حضرت صدیق وفاروق وذوالنورین کے لشکر کو مجاہدین مومنین اور مظلوم مقاتل باذن اللہ تحت خلافت کا زیادہ حقدار بتایا ہے جب ان کی جنگیں شرعی جہاد اور باذن اللہ تھیں حالانکہ ان کو خلفا ثلاثہ نے حکم جہاد دیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی خلافت راشدہ عادلہ اور باذن اللہ تھی جس کا منکر درحقیقت اسلام کا منکر ہے۔

تعجب ہے کہ ان حقائق کے باوجود آپ خلافت راشدہ کی صداقت کا انکار کیسے کرتے ہیں اگر یہ خیال ہے کہ بعد از پیغمبر وہ خلیفہ کیوں بنے یا بنائے گئے تو یہ حسد اور خدا پر اعتراض ہے کیونکہ واللہ یوتی ملکہ من یشا اس کی شان ہے۔ وعدہ خلافت الٰہی سے تھا پیشگوئیاں ان کے حق میں تھیں جو پوری ہو کر رہیں اگر یہ مراد نہ ہوں کوئی اور ہستی مراد ہو پھر وہ مغصوب خلافت سے محروم مظلوم ومقہور رہ جائے تو خدا ورسول کا سارا نظام باطل ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کو سچا باور نہیں کیا جا سکتا اگر یہ خیال ہے کہ انہوں نے آل بیت رسول کو تکالیف پہنچائیں تو یہ بہتان محض ہے اہل بیت کے ایک ایک فرد کو خلفاء نے سر آنکھوں پر بٹھایا ان کے ماہانہ بیش بہا وظائف مقرر کئے شوریٰ کا ممبر بنایا قضاء کا عہدہ سونپا اور جانشین بنایا ان کی عزت و توقیر میں کوئی کمی نہیں کی یہ تاریخی حقیقت ہے۔ غصب فدک کا ماتم کرنے والے ذرا سوچیں عہد نبوی میں حضرت علیؓ تنگدست تھے مگر وفات کے وقت تیرہ گاؤں کے واحد مالک تھے۔ فروع کافی حق الیقین ۱۸۵ اس غیر منقولہ جائیداد کے علاوہ آپ تمام خاندان میں دولت مند مشہور تھے کہ چالیس ہزار سے زیادہ رقم آپ کی زکوٰۃ بنتی تھی اپنے عہد میں فتوحات تو ہوئیں بیت المال سے لینے کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے ملی اور مذہبی مصروفیات کی وجہ سے آپ تجارت اور کسب بھی نہ کر سکتے پھر اتنا مال کہاں سے آگیا اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب خلفاء ثلاثہ کے عطیات اور انعامات تھے جس کو برحق اور مال کو حلال سمجھتے ہوئے آپ نے قبول فرمایا اگر خلافت راشدہ حق نہ ہوتی تو آپ یہ مال وعطیات کبھی نہ لیتے اگر یہ خیال ہے کہ انہوں نے خلاف شریعت کام کئے تو ذرا عہد مرتضوی کی روشنی میں ایک مسئلہ کی بھی نشاندہی کیجئے جسے حضرت علیؓ نے بدلا نہ ہو اگر ڈر اور تقیہ کی وجہ سے قادر نہ تھے تو آپ کی امامت وخلافت نقش بر آب ثابت ہوئی کیونکہ خلیفہ کے لئے قادر اور خود مختار ہونا شرط ہے۔

آخر میں شیعہ بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ وسعت ظرفی اور اتباع اہل بیت سے کام لیں اور اپنے گروہی مفادات اور سستی شہرت پارٹی کی تقویت نفرت از مسلمین، ہماری نفسوں اور متعہ کے تحفظ کی خاطر، قرآن کریم، ارشادات پیغمبر ارشادات مرتضوی اور جعفری سے اعراض نہ کریں بلکہ تقیہ سے کام لیتے ہوئے علیحدہ پسندی کا رجحان ترک کر دیں کیونکہ حضرت صاحب العصر کی آمد سے قبل جب تک ۳۱۳ مومن دنیا میں نہ ہوں گے۔ اپنے مذہب کا اظہار جس بھی صورت اور عنوان سے آپ کریں گے وہ سب خلاف اصول اور تعلیمات امام کے خلاف ہوگا جس کا کوئی آپ کو حق حاصل نہیں۔ اگر سنی و شیعہ کے اختلاف کو مسلم و ہندو کا اختلاف سمجھ کر علیحدہ ملک کا مطالبہ کرتے ہیں تو ذرا ہمت کر کے تمام مسلمانوں کو کافر کہہ دیں تاکہ آپ کو بھی ربوہ بھیج دیا جائے۔ پھر آپ اپنے ماتمی مذہب میں خود مختار ہوں گے آپ سے کوئی تعرض نہ کرے گا جب تک اسلامی اصلاحات کا نام آپ نہ لیں گے۔ واللہ الہادی

انوارات رمضان المبارک

پروفیسر محمد امین ۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

اسلامی عبادات میں ظاہری و باطنی کمالات سے مسلمان کو آراستہ کر کے اس کے نفس کو مجلّٰی اور مصفّٰی کرنا مطلوب ہے کیونکہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے خالق کو پا لیا، رمضان المبارک سے نفس کی تربیت کرنا مقصود ہے تاکہ سال کے گیارہ مہینے اس تربیت سے شریعت مطاہرہ کے مطابق بسر ہو سکیں، رمضان المبارک فوائد کثیرہ اور اجر کبیرہ کا مظہر تامہ ہے اس مہینہ میں روزے فرض کیئے گئے ہیں، جو ظاہری حرکات و سکنات سے مبرّا و مفقود عبادت ہے ریاکاری سے محفوظ و ممنون ہے اور محض بندے اور خدا تعالےٰ کے درمیان راز نیاز کا معاملہ ہے، اللہ پاک نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے، "اے ایمان والو! تم پر روزے اس طرح فرض کیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم متقی بنو"۔ اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس فرضیت میں تقویٰ یعنی خواہشات پر کنٹرول کرنا سکھانا ہے، تاکہ انسانی زندگی رضا و خوشنودیٔ الٰہی کی بنا پر اللہ تعالےٰ کی قربت کا ذریعہ بنے جو حضرات مالی استطاعت نہیں رکھتے اور حج زکوٰۃ سے اپنے اعمال چمکانے کی صلاحیت سے محروم ہیں رمضان المبارک کے انوارات کا بیش بہا ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں

رمضان کے ایکدن کی عبادت کا تخمینہ!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ رمضان عظیم مہینہ ہے، اس میں اجر ۷۰ گنا زیادہ ہو جاتا ہے، اور ایک نفل غیر رمضان کے فرض کے برابر ہو جاتا ہے اعداد و شمار سے اس حکمت کو نمایاں کیا جا سکتا ہے غیر رمضان میں کل نمازوں کے یومیہ فرائض ۱۷ بنتے ہیں، اور اگر ۳ وتر بھی جمع کر لئے جائیں تو ۲۰ رکعات ہو جاتی ہیں، جب کہ اجر کے اعتبار سے رمضان المبارک کے ایک دن کی عبادت غیر رمضان کے ۱۲۳۹ فرائض کے برابر بنتی ہیں، اور ان کو ۲۰ رکعات فی یوم کے حساب سے تقسیم کر کے ۶۲ دن کی غیر رمضان کی عبادت کے برابر شمار کیا جائے گا، یعنی کہ رمضان کی ایک دن کی نمازیں رمضان کے علاوہ ۲ ماہ ۲ دن کے برابر بنتی ہیں، اور اسی اعداد و شمار سے پورے رمضان کی عبادت ۵ سال ۲ ماہ کے برابر بنتی ہے۔

ایک سال کی عبادت بمعہ رمضان

اس مہینہ کے اندر پھر لیلۃ القدر رکھی گئی ہے، جس کی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہے، اور اگر ہزار مہینہ ہی تصور کر لیا جائے تو لیلۃ القدر کو تلاش کرنے والے کی عبادت ۸۳ سال ۲ ماہ جمع ۵ سال ۲ ماہ کی عبادت رمضان کے مہینہ میں جمع سال کے ۱۱ ماہ رمضان کے علاوہ ۸۹ سال ۵ ماہ کی عبادت کے برابر ہو جاتے ہیں، جو ہر اعتبار سے اس کی پوری زندگی کی عبادت سے زیادہ ہے جس کی اوسط زیادہ نہیں ہے لیلۃ القدر کی تلاش میں ہر مسلمان اور عورت حصہ لے سکتے ہیں، اعتکاف کرنا، سنت کفایہ ہے، اور اس کے علاوہ مرد مسجدوں میں اخیر عشرہ کی طاق راتیں مسجد میں تلاش میں بسر کر سکتے ہیں، عورتیں گھروں پر یہ سعادت حاصل کر سکتی ہیں مسلمان آسانی سے چھٹی کا اہتمام کر سکتا ہے اور حکومت کی سطح پر رمضان میں رخصت کا بندوبست ہو جائے تو پورا ملک انوارات سے مستفید ہو سکتا ہے۔

قرآن حکیم کے انوارات

اگر مسلمان مرد اور عورت اہتمام سے پوری زندگی اس نعمت عظیم سے لطف اندوز ہوتے رہیں تو انہیں اتنا عظیم اجر میسر آجائے جو ہزاروں سال کی زندگی گزارنے کے بغیر ممکن نہ ہو، یہی مہینہ قرآن حکیم کی سالگرہ ہے نماز تراویح میں اس کو پڑھا جانا ہے، ایک قرآن حکیم کا پڑھنا ۷۰ قرآن حکیم پڑھنے کے برابر ہے، اور اگر تراویح کے علاوہ ذاتی طور پر جتنے قرآن تلاوت کرے اس کو ۷۰ سے ضرب دے

کہ آسانی سے اعداد و شمار تیار کئے جا سکتے ہیں، مزید تفصیل میں جانے سے یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم کا تراویح نماز میں پڑھنے سے ایک ایک حرف پر ... نیکی ملتی ہے، اور ہر نیکی ۱۰ گنا اجر میں بڑھ جاتی ہے گویا کہ ایک نیکی رمضان میں تلاوت پر .... نیکی فی حرف ہو گئی، قرآن حکیم کے حروف تین لاکھ سے زائد ہیں، گویا کہ یہ نیکیاں جو قرآن حکیم کی سال گرہ منانے سے صرف تراویح نماز سے منسلک ہیں ۲۰۰ ارب ۱۰ کروڑ نیکیوں کے تخمینے سے بڑھ جاتی ہیں، جن کو موجودہ [illegible] میں حاصل کرنا محال ترین امر ہے۔

روزوں کی برکات

سال میں ایک مہینہ بھر کے روزوں سے مسلمان کو سال کے باقیماندہ حصہ کو شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے تربیت دی جاتی ہے اور ہر سال اس کو دہرایا جاتا ہے، تاکہ مسلمان فوج کی طرح زیر تربیت رہ کر چوکس و چوکنا زندگی کے ہر محاذ پر کامیابی سے ہمکنار ہو، نفس کی ایسی تربیت کسی اور طریقہ سے ممکن نہ تھی، خورد و نوش کی بندش جسمانی عوارض کا سدباب ہے گالی گلوچ، غیبت بجوی سے معاشرت پر پابندی روحانی کمالات حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اس تربیت سے نہ وہ دھوکہ دے گا، نہ دل آزاری کا باعث بنے گا نہ ماپ تول میں کمی کرے گا نہ ملاوٹ و ذخیرہ اندوزی کی طرف مائل ہوگا نہ غیبت و گالی کا مرتکب ہوگا، شریعت کی حدود اور قیود میں چلنا اس کے لئے آسان رہے گا دنیا کی وقعت دل سے نکل جائے گی شیطان و ملحد عناصر سے دفاع آسان رہے گا، اور ہر ہر لمحہ یہ تربیت ڈھال کے طور پر اس کے کام آئے گی،

معاشی حل اور نظام اکل و شرب

مسلمان کے معاشی نظام کا اس میں بہترین حل پیش کیا گیا ہے اور اس کے کھانے پینے کے نظام کی حد بندی کر دی گئی ہے، کہ اس کو صرف دن میں دو دفعہ صبح و شام کھانا چاہئے تاکہ وہ خواہشات نفسانیہ کو لگام دے کر رضائے الٰہیہ کے لئے تیار ہو سکے اور پھر وہ بھی پیٹ کے ۱/۳ حصہ سے زائد نہ ہوتا کہ اعضائے انسانیہ قوی تر ہو کر فسق و فجور ظلم و تعدی، کفر و معصیت کے مرتکب نہ ہوتے رہیں، دن رات میں پانچ فرض نمازیں مقرر کر کے رمضان میں روزوں کے نظام سے روح کو قوی تر کر دیا گیا ہے تاکہ مسلمان کو اللہ تعالٰے کا قرب نصیب ہو جائے، اور درمیان میں سے حجاب دور ہو جائیں، اگر روزے کے طریقہ پر رکھانے سے یہ انوارات حاصل نہیں ہو سکتے، اور غیر مسلم تہذیب سے متاثر مسلمان روزے کی صورت تو شاید قائم کر لے مگر روح سے محروم رہے گا اور نتیجۃً عبادت مہینہ رسم کی نذر ہو جاتا ہے، اور وہ مقصد جس کے لئے روزے فرض کئے گئے تھے حاصل نہیں ہوتا،

روزہ ایک انفرادی عبادت

یہ ایک ایسی منفرد اور ممتاز عبادت ہے، کہ ریا سے بالکل پاک ہے جب کہ نماز زکوٰۃ اور حج وغیرہ میں حرکات و سکنات سے محسوس کیا جا سکتا ہے اور یہ ان چیزوں سے محفوظ اور بلند تر ہے دن کے وقت روزہ دار قیلولہ کرتے ہوئے بھی عبادت میں تصور ہوتا ہے اس سے زیادہ کوئی اور عبادت اخلاص سے سرانجام نہیں دی جا سکتی، اس لئے اللہ تعالٰے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں اس کا اجر خود دوں گا، جب کہ باقی عبادات پر اجر فرشتوں کے ذریعے دلوایا جائے گا یہ اعزاز بھی صرف اس کے ساتھ وابستہ ہے

روزوں سے نفس کی مکمل صفائی!

روزوں سے مسلمان کو بے شمار برکات و انوارات سے نوازا جاتا ہے، اور ان کو عطا کرنے کے لئے اللہ تعالٰے خصوصی اہتمام کے ساتھ شیاطین جکڑ دیتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں، تاکہ مسلمان اللہ تعالٰے کی مدد کاملہ کے ساتھ اس سے پورا پورا استفادہ کرے،

پہلے عشرہ میں رحمتوں کی بارش برسائی جاتی ہے تاکہ مسلمان کا دل جو گیارہ مہینوں سے ہوس و ہوا کے تابع ہو کر زنگ آلود ہو چکا ہے دھلتا چلا جائے، اور اس کا زنگ اتر جائے، جس طرح ریگ مال سے لوہے کی چیزوں سے زنگ دور کیا جاتا ہے، جب اس عشرہ میں زنگ و سیاہیاں دھل جاتی ہیں تو دوسرا عشرہ شروع ہوتا ہے جو مغفرت کا عشرہ کہلاتا ہے اس کی صفائی کر کے پچھلے گناہوں پر مغفرت کر دی جاتی ہے، جو بہت بڑی کامیابی ہے کہ گناہ بھی معاف ہو گئے، اور مکمل صفائی بھی ہو گئی، آخری عشرہ میں دوزخ سے نجات کا سرٹیفکیٹ دے دیا جاتا ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہلاک ہو جائے وہ جس کی زندگی میں رمضان آ جائے، اور اس کی بخشش نہ ہو، تو اس سے زیادہ اور محرومی کی بات

کیا ہو سکتی ہے۔

کائنات کی تشکیل میں مسلمان کی رعایت

تمام کائنات میں سورج سال بھر خط استوا سے شمالاً جنوباً ۲۳ ۱/۲ درجے حرکت میں رہتا ہے جس سے موسم تبدیل ہوتے چلے جاتے ہیں، گرمی، سردی، موسم بہار اور خزاں اپنے اپنے اوقات پر ظاہر ہوتے ہیں، جب سورج شمالاً ۲۳ ۱/۲ درجے پر ہوتا ہے، اس خطہ پر واقع تمام ممالک موسم گرما کی زد میں ہوتے ہیں، دن گرم اور لمبے لمبے ہوتے ہیں راتیں چھوٹی ہوتی ہیں، جب سورج خط استوا پر ہوتا ہے تو شمالاً جنوباً حالات کم و بیش ایک جیسے ہوتے ہیں جب سورج جنوباً ۲۳ ۱/۲ درجے پر ہوتا ہے تو جنوب میں واقع ممالک گرم موسم رکھتے ہیں، دن بڑے ہوتے ہیں، راتیں چھوٹی ہوتی ہیں قطب جنوبی پر چھ ماہ کا دن ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس شمال میں سردی کا موسم ہوتا ہے راتیں بڑی ہوتی ہیں دن چھوٹے ہوتے ہیں اور قطب شمالی پر چھ ماہ کی رات ہوتی ہے اور یہ معاملہ سال بھر شمالاً جنوباً بدلتا رہتا ہے۔

رمضان کا قمری نظام سے تعلق

سردیوں میں دن چھوٹے ہوتے ہیں روزہ رکھنا آسان ہوتا ہے گرمیوں میں تمازت آفتاب ناقابل برداشت ہوتی ہے، دن انتہائی لمبے ہوتے ہیں روزہ رکھنا آسان نہیں بالکل مشکل ترین اور کٹھن ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق شرقاً، غرباً شمالاً، جنوباً کائنات میں بکھری پڑی ہے اس لئے ان کی رعایت کا لحاظ رکھتے ہوئے رمضان کا مہینہ چاند کے حساب سے منسلک کر دیا گیا ہے تاکہ ہر سال رمضان ۱۰ دن گزشتہ رمضان سے پہلے واقع ہو، اس طرح ۳۶ سال میں پوری کائنات میں سال کے اندر اندر رمضان تحلیل ہو جاتا ہے، اور ہر جگہ کی مخلوق گرمی، سردی، بہار و خزاں، چھوٹے دن بڑے دن کے روزوں سے مستفید ہو جاتے ہیں، اگر رمضان کا مہینہ شمسی نظام سے منسلک کر دیا جاتا تو یہ ہر سال وقت مقررہ پر منایا جاتا اور اس وقت جہاں گرمی ہوتی وہاں کی مخلوق گرمی کے روزے رکھتی چلی جاتی جہاں سردی ہوتی وہاں سردی کے روزے رکھے چلے جاتے، اور اسی طرح دوسری موسم رکھنے والی مخلوق یعنی بہار و خزاں کے روزے رکھتی اس طرح علاقوں کے لوگ مشکل میں پڑ جاتے اور دوسرے علاقوں کے لوگ آسانی سے رمضان گزارتے،

مخلوق کے ساتھ رمضان میں مساوی سلوک

اللہ تعالیٰ نے کمال انصاف و عدل کے ساتھ روئے زمین پر ایسا مکمل انتظام برپا فرمایا ہے کہ کوئی حصہ ناجائز رعایت سے لطف اندوز نہ ہو، اور مساوی مخلوق ایک جیسے حالات سے گزرے، شمالاً جنوباً لہذا ۳۶ سال کے عرصہ میں گرمیوں اور سردیوں میں روزے آتے رہتے ہیں اور ساری مخلوق یکساں سلوک کا مظاہرہ ہو جاتا ہے، اس کے لئے جہاں جہاں جب جب گرمیوں میں سے رمضان آجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی زیادہ عطا فرماتے ہیں، کیونکہ مسلمان کو زیادہ صبر کا دامن تھامنا پڑتا ہے

خط استوا پر جہاں زیادہ گرمی ہوتی ہے، دن رات تقریباً برابر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بہت زیادہ برابر بارش برساتے ہیں، اور یوں وہاں کی مخلوق کے لئے آسانی پیدا کی جاتی ہے، اس کے علاوہ بلند جگہوں پر درجہ حرارت فضائی ذرات کی کمی کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے، اور سمندروں، دریاؤں، جنگلوں کی موجودگی سے بھی خالق کائنات نے مخلوق کے حالات سازگار بنا دیئے ہیں، قطبین پر جہاں چھ ماہ کی رات اور چھ ماہ کا دن ہوتا ہے وہاں ۲۴ گھنٹے کو دن رات کی مدت تصور کر کے کام اور سونے کے اوقات متعین کئے جاتے ہیں، اور روزوں کا نظام بھی اسی طرح وضع ہوتا ہے، اگر وہاں گرمی نہیں تو انتہائی سردی ہے، جس کو زیادہ گرمی کی طرح برداشت کرنا آسان نہیں، وہاں بھی مشکل حالات کی وجہ سے اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے فوائد بے حد ہیں تبرکاً کچھ عرض کر دئیے ہیں، اللہ تعالیٰ اس عظیم ذخیرہ سے ہمیں مالا مال فرمائے اپنی رضا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقہ پر چلنے کی توفیق فرمائے اور اعتکاف کی شکل میں اپنے در دولت پر بٹھا کر ہمارے دامن اپنی برکات و انوارات سے بھر دے

جب جب معرفت [illegible] علم [illegible]
تیلی کے بیل ہیں تمام روز سفر کرتے
ہیں۔ رات کو اپنے آپ کو اسی مقام
پر پاتے ہیں جہاں تھے ؎

دولت عرفان نہ پائے جب تلک
مرد عابد کی عبادت ہیچ ہے
فی الحقیقت زاہد بے علم کا
زہد لاحاصل ریاضت ہیچ ہے

مرسلہ: عتیق احمد عتیقی بھکر

اللہ کے گھر کا ثواب اِس چند روزہ مال و دولت سے کہیں بہتر ہے

کمال الدین جامعہ اسلامیہ شالامار ٹاؤن لاہور

(قصص ع ۸) میں ارشاد ہوتا ہے جو لوگ طالب دنیا تھے وہ (قارون کی زیب و زینت کو دیکھ کر) کہنے لگے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کو بھی ایسا ہی ساز و سامان ملتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ وہ تو بڑا صاحب نصیب ہے۔ قارون حضرت موسٰے علیہ السلام کی برادری میں سے (ان کا چچا زاد بھائی) تھا سو وہ (کثرت مال کی وجہ سے) ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں سے بمشکل اٹھتی تھی اور جب خزانوں کی کنجیاں اتنی تھیں تو ظاہر کہ خزانے تو بہت ہی ہوں گے اور (اس نے یہ تکبر اس وقت کیا تھا جبکہ اس کو اس کی برادری نے (حضرت موسیٰؑ وغیرہ نے سمجھانے کے طور پر) کہا کہ (اس مال و دولت پر) اترا مت واقعی اللہ تعالےٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور تجھ کو خدا تعالےٰ نے جتنا دے رکھا ہے اس میں سے عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت میں لے جانا) فراموش نہ کر اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (اس کے بندوں پر) احسان کیا کر۔ (اور خدا کی نافرمانی اور حقوق واجبہ ضائع کر کے) دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو۔ بے شک اللہ تعالےٰ فسادی لوگوں کو پسند نہیں کرتا (قارون نے ان کی نصیحتیں سن کر) کہا کہ مجھ کو تو یہ سب کچھ میری ہنر مندی سے ملا ہے کہ میری حسن تدبیر سے یہ جمع ہوا۔ نہ اس میں کچھ غیبی احسان ہے نہ کسی دوسرے کا اس میں کوئی حق ہے۔ حق تعالےٰ شانہٗ اس کے قول پر عتاب فرماتے ہیں (کیا اس قارون نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالےٰ اس سے پہلے گذشتہ امتوں میں ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو مالی قوت میں بھی اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور (جماعتی حیثیت سے) مجمع بھی ان کا زیادہ تھا (یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں جہنم کا عذاب الگ رہا) اور مجرموں سے ان کے گناہوں کا معلوم کرنے کی غرض سے سوال بھی نہ ہوگا کہ ہر شخص کا پورا حال اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے (مطالبہ کی وجہ سے سوال علیحدہ رہا) پھر (وہ قارون ایک مرتبہ) اپنی آرائش اور شان کے ساتھ اپنی برادری کے سامنے نکلا۔ تو جو لوگ (اس کی برادری میں) دنیا کے طالب تھے۔ وہ کہنے لگے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کو بھی یہ ساز و سامان ملا ہوتا جو قارون کو ملا ہے واقعی یہ قارون صاحب نصیب ہے (یہ تمنا اور حرص مال کی تھی۔ اس سے ان لوگوں کا کافر ہونا لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ اب بھی بہت سے مسلمان دوسری قوموں کی دنیاوی ترقیاں دیکھ کر ہر وقت للچاتے ہیں اور اس کی فکر و سعی میں لگے رہتے ہیں کہ یہ دنیاوی فروغ ہمیں بھی نصیب ہو) اور جن لوگوں کو علم (دین) (اور اس کا فہم) عطا کیا گیا تھا وہ (ان حریصوں سے) کہنے لگے۔ ارے تمہارا ناس ہو تم اس دنیا پر کیا للچاتے ہو (اللہ تعالےٰ کے گھر کا ثواب اس چند روزہ مال و دولت سے لاکھ درجے) بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اور (ان میں سے بھی کامل درجہ کا ثواب) ان ہی لوگوں کو دیا جاتا ہے جو صبر کرنے والے ہوں اور پھر (جب ہم نے قارون کی سرکشی اور فساد کی وجہ سے) اس کو اس کے محل سرائے کو زمین میں دھنسا دیا تو کوئی جماعت ایسی نہ ہوئی جو اس کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچا لیتی اور نہ وہ خود ہی کسی تدبیر سے بچ سکا (بے شک اللہ تعالےٰ کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے اور کون بچ سکتا ہے۔ قارون پر عذاب کی یہ حالت دیکھ کر) کل جو لوگ اس جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ (روزی کی فراخی کا اور تنگی کا دار و مدار خوش نصیبی یا بد نصیبی پر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے روزی کی فراخی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی دیتا ہے (یہ ہماری غلطی تھی کہ اس کی فراخی کو خوش نصیبی سمجھ رہے تھے واقعی اگر ہم پر اللہ تعالےٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا (کہ گناہگار تو آخر ہم بھی ہیں ہی) بس جی معلوم ہو گیا کہ کافروں کو فلاح نہیں ہے (گو یہ چند روزہ زندگی کے مزے لوٹ لیں۔ بیان القرآن)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قارون حضرت موسٰے علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا (دنیاوی) علوم میں بہت ترقی کی تھی اور حضرت موسٰےؑ پر حسد کرتا تھا حضرت موسٰے علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شانہٗ نے مجھے تم سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسٰے اس نام سے تمہارے مالوں کو کھانا چاہتا ہے اس نے نماز کا حکم دیا تم نے برداشت کیا اور احکام جاری کئے جن کو تم برداشت کرتے رہے اور اب وہ تمہیں زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے اس کو بھی برداشت کرو۔ لوگوں نے کہا یہ ہم سے برداشت

نہیں ہوتا تم ہی کوئی ترکیب بتاؤ۔ اس نے کہا
میں نے یہ سوچا ہے کہ کسی فاحشہ عورت کو اس پر
راضی کرو جو حضرت موسےٰؑ پر تہمت لگائے کہ وہ
مجھ سے زنا کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے ایک فاحشہ
عورت کو بہت کچھ انعام کا وعدہ کر کے اس پر
راضی کر لیا کہ وہ حضرت موسےٰؑ پر یہ الزام لگائے
اسے راضی کر لیا کہ وہ حضرت موسےٰؑ پر یہ الزام لگائے
اس کے راضی ہونے پر قارون حضرت موسےٰؑ
کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے جو
احکام آپ کو دیئے ہیں وہ بنی اسرائیل کے سب
لوگوں کو جمع کر کے سنا دیجئے۔ حضرت موسےٰؑ نے
اس کو پسند فرمایا اور سارے بنی اسرائیل کو جمع کیا
اور جب سب جمع ہو گئے تو حضرت موسےٰ علیہ السلام
نے اللہ کے احکام بتانے شروع کئے کہ مجھے یہ
احکام دیئے کہ اس کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا
شریک نہ کرو۔ صلہ رحمی کرو اور دوسرے احکام
گنوائے جن میں یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی بیوی والا
زنا کرے تو اس کو سنگسار کیا جائے اس پر
لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خود زنا کریں۔ حضرت
موسےٰؑ نے فرمایا اگر میں زنا کروں تو مجھے بھی
سنگسار کیا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے زنا
کیا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے تعجب سے
فرمایا کہ میں نے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے۔
یہ کہہ کر اس عورت کو بلا کر اس سے پوچھا کہ تو
حضرت موسےٰؑ کے متعلق کیا کہتی ہے۔ حضرت
موسےٰؑ نے بھی اس کو قسم دے کر فرمایا کہ تو
کیا کہتی ہے۔ اس عورت نے کہا کہ جب آپ قسم
دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھ سے
اتنے اتنے انعام کا وعدہ کیا ہے کہ میں آپ پر
الزام لگاؤں۔ آپ اس الزام سے بالکل بری ہیں
یہ سن کر حضرت موسےٰؑ روتے ہوئے سجدہ
میں گر گئے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے سجدہ ہی میں
وحی آئی کہ رونے کی کیا بات ہے۔ ہم نے تمہیں ان
لوگوں کو سزا دینے کے لئے ہم نے زمین پر تسلط
دے دیا تم جو چاہو ان کے متعلق زمین کو حکم فرماؤ
حضرت موسےٰؑ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور زمین
کو حکم دیا کہ ان کو نگل جا۔ اس نے ایڑیوں تک نگلا
تھا کہ وہ عاجزی سے حضرت موسےٰؑ کو پکارنے
لگے۔ حضرت موسےٰؑ نے پھر حکم دیا کہ ان کو دھنسا
دے حتیٰ کہ وہ لوگ گردن تک دھنس گئے۔ پھر
بہت زور سے وہ حضرت موسےٰؑ کو پکارتے
رہے۔ حضرت موسےٰؑ نے پھر زمین کو یہی فرمایا
کہ ان کو لے لے۔ وہ سب کو نگل گئی۔ اس پر اللہ
جل شانہ کی طرف سے حضرت موسےٰؑ پر وحی
آئی کہ وہ تمہیں پکارتے رہے اور تم سے عاجزی
کرتے رہے۔ میری عزت کی قسم اگر وہ مجھے
پکارتے اور مجھ سے دعا کرتے تو میں ان کی دعا
کو قبول کر لیتا۔

شریعت کی پیروی نہ کرنا بدبختی کی علامت ہے




محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص سندھ)

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

"سبحان اللہ! افلاطون جو رئیس فلاسفہ ہے اس نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی بعثت کی دولت کو پایا، مگر اس نے اپنی نادانی سے اپنے آپ کو (حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیروی سے) مستغنی جانا، اور آپ کا گرویدہ نہ بنا، اور برکات نبوت سے بہرہ مند نہ ہوا (مکتوب ۲۲، دفتر سوم)

(۲) لہذا سے

محال ست سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفٰےؐ

(بقول حضرت سعدیؒ کے نیکی اور صفائی کے راستہ پر چلنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا ناممکن ہے۔ آپؐ کی پیروی نہ کرنے سے محرومی اور ذلت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا)

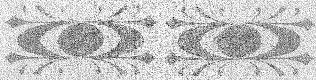
افلاطون نے اپنی بے عقلی سے، اپنے نفس کی صفائی کی وجہ سے جو اسے ریاضتوں اور مجاہدوں سے حاصل ہوئی تھی، اپنے آپ کو بعثت حضرت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات سے مستغنی جانا اور کہا کہ ہم ہدایت یافتہ قوم ہیں ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔

اس (احمق) نے یہ حقیقت نہ جانی کہ جو صفائی حضرات انبیاء علیہم السلام کی متابعت کے بغیر ریاضتوں سے حاصل کی گئی ہو اس کا حکم اس سیاہ تانبے کی مانند ہے جس پر سونا چڑھا ہوا ہو، یا اس زہر کی طرح ہے جس پر مشک کا غلاف چڑھا دیا گیا ہو۔ لہذا حضرات انبیاء علیہم السلام کی متابعت ہی ہے جو تانبے کی حقیقت کو بدل کر سونا بنا دیتی ہے اور نفس کی امارگی سے اطمینان کی طرف لاتی ہے۔ حکیم مطلق جل شانہ نے نفس (امارہ) کی عاجزی اور تخریب کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور شریعت کو مقرر کیا ہے۔ اس نفس کی خرابی بلکہ اصلاح کو حضرات انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے سوا اور کسی چیز میں نہیں رکھا۔ بے متابعت" حضرات انبیا علیہم السلام اگر ہزاروں ریاضتیں اور مجاہدے کئے جائیں، تو بھی بقدر سرمو (بال برابر) اس کی امارگی کم نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی سرکشی اور زیادہ بڑھے گی۔

(مکتوب ۱۲۱۔ دفتر سوم)

(۳) ہم نے بہت سے ہندوؤں اور ملحدوں کو دیکھا ہے کہ انہیں "جذب" حاصل ہے۔ مگر وہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مزین نہیں ہیں اس لئے وہ خراب و ابتر ہیں۔ (اور "صورت جذب" کے سوا ان کو کچھ حاصل نہیں (وہ آخرت کی نجات، جو پیروی پر منحصر ہے، سے محروم ہیں)

(مکتوب ۱۲۱، دفتر سوم)



غزل

شبیر افضل جعفری

دِل میں قرآں کی خنک روشنی در آئی ہے
وحی و الہام کی تصویر اُتر آئی ہے

قدر کی رات بڑی گاہ بہ سحر آئی ہے
مقام کرتا ہیں کرنوں کا جھومر آئی ہے

شر اپنے تا ہوا کفر کے لشکار گئے
رُوح کے چہرے پہ توحید نکھر آئی ہے

میں نے پی رکھا ہے مولا کی شہادت کا نشہ
مجھکو دُلہن کی طرح موت نظر آئی ہے

موج میں ڈوب کے حافظ کی غزل گاتی ہوئی
بندگی جھنگ میں درویش کے گھر آئی ہے

فقر خوش باش کے حجرے میں شہنشاہی بھی
مرمریں ٹھاٹھ سے آتے ہوئے ڈر آئی ہے

مُنہ سے نکلی تھی زنت کار دعا پچھلی رات
صبح کو لیکے طرحدار اثر آئی ہے

بے زبانوں کی خداساز خموشی کے تئیں
گنگناتی ہوئی ترتیل اُبھر آئی ہے

بقیہ : درس حدیث : صفحہ ۲ سے آگے

ہے کہ وہ کسی سکے، کرنسی یا مہر پر انسانی تصویر چھاپے۔ یہ شرعاً حرام ہے۔ البتہ لین دین میں اگر دوسرے ملک کی کرنسی ملے جس پر تصویر ہو تو اسے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسے تو جیب یا پگڑی میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں تو ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ تصویر کے شرعاً خلاف ہیں وہ بھی تصویر والے نوٹوں کی برابر سنبھال کرتے رہتے ہیں اور آج تک کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ حکومت سے مطالبہ کرتا کہ چونکہ تصویر کا شرعاً کوئی جواز نہیں اس لیے کرنسی کے اوپر تصویر نہ چھاپی جائے۔

جہاں تک بچیوں کی گڑیا کا تعلق ہے یہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ یہاں بچیوں سے مراد وہ بچیاں ہیں جو ابھی تک بالغ نہیں ہوئیں۔ کیونکہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہوئی تو وہ اپنے ساتھ ایک گڑیا اور گھوڑا بھی لائیں جس کے پر بھی بنے ہوئے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے تو آپؐ نے حضرت عائشہ رضؓ کو ان سے کھیلتے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کیسا گھوڑا ہے جس کے پر بھی ہیں۔ جواب میں حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے تو پر اور بازو بھی تھے۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر بچیاں گڑیا رکھتی ہیں تو اس میں مضائقے کی کوئی بات نہیں۔ البتہ اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بچیوں کو گڑیا بنانا اس لیے سکھایا جاتا تھا کہ وہ سینا پرونا سیکھ جائیں۔ مگر یہ جو بازار میں "باربی" ملتی ہیں میری رائے میں یہ مستثنیٰ نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ یہ تو ایک شرک کا بیج بونا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جو چیز جیسی تھی ویسی ہی رکھنی چاہیے۔ اس کے اندر میں کوئی فرق نہیں کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بنات اللعب جنہیں ہم گڑیا کہتے ہیں۔ ہاتھ کی بنی ہوئی ہوتی تھیں اس لیے یہ مستثنیٰ ہیں اور اگر بچیاں یہ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتی ہیں۔

دوسری چیز جو گھر میں ہو تو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے وہ کتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ آپؐ نے اس حکم سے تین طرح کے کتوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ شکاری کتا۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ قرآن حکیم میں بھی اس کا ذکر ہے بلکہ شکاری کتا اگر شکار کرے تو وہ مباح ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسے کتے کے ذریعے شکار کر لیں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ اسے عادت کے طور پر اپنا لیں۔ اس بات کی صرف اس لیے اجازت دی گئی ہے کہ جو لوگ جنگلوں اور ریگستانوں میں رہتے ہیں اور جنہیں کھانے پینے کی چیز کا میسر ہونا بہت مشکل ہو تو کتے کے ذریعے شکار کر سکتے ہیں۔ البتہ اسے پیشہ ہی بنا لینا کوئی مستحسن نہیں ہے البتہ شکاری کتا رکھنا درست ہے۔

جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایسا کتا رکھنا کسی جائز مقصد اور غرض کے لیے ہے البتہ محض شوقیہ طور پر کتے رکھنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور جو آدمی محض اپنے شوق کی خاطر کتے رکھتا ہے اس کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

تیسرا شخص جو کسی گھر میں ہو" اور وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے وہ جُنبی ہے عربی میں "جُنُب" اور اردو میں جنبی اسے کہتے ہیں جس کے ذمے غسل کرنا واجب ہو۔ اگر کوئی شخص کسی گھر میں ایسا ہے تو وہاں

بھی ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی جنبی شخص وضو کرلیتا ہے اور آئندہ نماز سے پہلے غسل کر لیتا ہے تو کوئی گناہ کی بات نہیں۔

معلوم یہ ہوا کہ یہاں جُنُب سے مراد وہ شخص ہے جس نے یا تو وضو نہیں کیا۔ حالانکہ حکم یہ ہے کہ وضو کر لینا چاہیے یا کوئی شخص ایسا ہے جو عادتاً جب اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے تو پرواہ نہیں کرتا۔ اور جب نماز کا پابند ہی نہیں ہے تو نماز سے پہلے غسل کرنا وہ کیوں ضروری سمجھے گا؟ ایسے شخص کے گھر میں بھی ملائکہ رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔

عن عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثلاثۃ لا تقربھم الملائکۃ جیفۃ الکافر الخ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں کے پاس رحمت کے فرشتے نہیں جاتے ایک تو کافر کا جیفہ۔ "جیفہ" عربی میں مردار کو کہتے ہیں یہاں مردہ کافر ہی مراد نہیں بلکہ اگر وہ زندہ ہے تو پھر بھی غلیظ ہے اور پالیدگیوں سے وہ نہیں بچتا ہے اس واسطے اسے جیفہ کہتے ہیں۔ کافر کا بدن یا جسم ملائکہ رحمت اسے نہیں چھوتے اور اس کے پاس نہیں جاتے۔ دوم جس نے خلوق لگائی ہو۔ یہ ایک خوشبو کا نام ہے۔ زعفران اس میں بڑا جزو ہوتا ہے۔ یہ خوشبو جہاں لگائی جاتی ہے وہاں کچھ سرخی اور پیلاہٹ محسوس ہوتی ہے آپؐ نے فرمایا کہ جو خلوق لگائے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے مگر یہ صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے خلوق لگانا جائز ہے۔ اور حضورؐ نے فرمایا کہ جس پر غسل واجب ہو اور وہ وضو نہیں کرتا تو ملائکہ رحمت اس سے بھی دور رہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ مسلمان کو کافر سے دور رہنا چاہیے۔ دوم مردوں کو ایسی خوشبو نہیں لگانی چاہیے جو زعفران سے تیار ہوتی ہو۔ تیسرے جس پر غسل واجب ہو اسے فوراً غسل کر لینا چاہیئے اور اگر وہ کسی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا تو اسے کم از کم وضو ضرور کر لینا چاہیے۔ تاکہ ملائکۂ رحمت کے آنے کے لیے گنجائش نکل سکے۔

عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ۔۔۔۔

ان لا یمس القرآن الا طاھر۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی عمر بن حازم کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور انہیں ایک پرچہ لکھ کر دیا جس میں فرائض، سنن، صدقات غرضیکہ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات کے لئے ہدایات لکھی ہوئی تھیں۔ منجملہ

شوریلی زمین میں کاشتکاری

کم ظرف اور ناقدرشناس لوگوں سے نیکی کرنا ایسے ھے جیسے شوریلی زمین میں کاشت کاری۔

ان ہدایات کے ایک ہدایت یہ تھی کہ اگر قرآن کو کوئی چھوئے تو باوضو ہو کر۔ اگر آدمی بے وضو ہو تو یاد سے (زبانی) قرآن پڑھ سکتا ہے اور اگر قرآن کو چھونا ہے تو کسی کپڑے کی وساطت سے اپنی انگلیوں کے ساتھ برہنہ ہاتھ سے چھو سکتا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ وضو کر کے قرآن کو کھولے اور وضو کر کے ہی پڑھے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے جس پر غسل واجب ہے تو وہ قرآن سرے سے پڑھ ہی نہیں سکتا خواہ زبانی پڑھنا چاہے خواہ ناظرہ پڑھنا چاہے۔

عن نافع ۔۔۔۔۔۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد خرج من غائط او بول الخ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں کسی کام سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ گیا۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے حدیث سنائی اور وہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابھی بول و براز سے فارغ ہوئے

تھے کہ آپ کے پاس سے ایک آدمی گذرا۔ اس نے حضورؐ کو کہا السلام علیک۔

آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ ابھی وہ گلی مڑنے والا ہی تھا کہ حضورؐ نے تیمم فرما لیا اور اس کے بعد فرمایا۔ وعلیکم السلام۔ اور پھر ساتھ ہی آپ نے معذرت بھی فرما دی کہ میں نے تمہارے سلام کا جواب فوری طور پر اس لیے نہیں دیا کہ میں ابھی تک وضو یا تیمم نہیں کر سکا تھا اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ بغیر وضو اور تیمم کے جواب دوں۔ اس واسطے میں نے دیر میں وعلیکم السلام کہا۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک تو یہ کہ سلام کا جواب دینے میں تاخیر ہو جائے تو معذرت کر دینی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ "السلام" کے معنی اللہ کے نام کے بھی ہیں اس لیے حضورؐ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اللہ کے نام کا ذکر بغیر وضو یا تیمم کے کیا جائے۔ ایک اور بات کہ جب کوئی چیز ہاتھ سے نکل رہی ہو تو کیا کرنا چاہیے مثلاً اگر نماز جنازہ جا رہی ہو تو تیمم کر کے اس میں شریک ہوا جا سکتا ہے۔ اسی طرح عید کی نماز کا مسئلہ ہے۔ اس میں بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔ کیونکہ یہ نمازیں ایسی ہیں جو دوبارہ اکیلا آدمی نہیں پڑھ سکتا۔

عن المهاجر ......

وهو يبول فسلّم عليه الخ

حضرت مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت پیشاب کر رہے تھے انہوں نے آ کر سلام کیا مگر آپ نے جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے وضو فرما لیا۔ وضو کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ وعلیکم السلام اور پھر ساتھ ہی معذرت بھی فرما دی کہ "السلام" اللہ کے ناموں میں سے ہے تو میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ جب تک وضو نہ کر لوں "السلام" کا جواب نہ دوں۔

یہ جو بیان ہوا تو جواز کے درجہ میں نہیں بہتری کے درجہ میں ہے کمال اس میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ پاکیزگی کے عالم میں یادِ الٰہی ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پاک رہنے کی کوشش کرے۔

****

بلند ہمت

وہ انسان ہے کہ
اپنی حاجت کے لیے کسی ہم جنس کے دروازے
پر نہ جائے اپنے خالق کا سائل رہے۔
وہ انسان ہے اِنسان ہمت بلند
رہے جس کا کوتاہ دستِ سوال
نہ جائے کسی در پہ بن کر فقیر
بجز درگاہِ ربِ ذوالجلال

حیاتِ ملی کا کارواں سوئے منزل رواں دواں

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا ؎
وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ ؎

محمد عیاض درانی نمائندہ خصوصی

اسلام ایک کامل و اکمل نظامِ حیات ہے جب تک اسلام کا جواء مسلمانوں نے اپنی گردنوں میں ڈالے رکھا اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو انفرادی و اجتماعی طور پر اسلام کے تابع و مطیع رکھا۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ اور باہمی اتحاد و اتفاق کو اسلام کا عظیم سرمایہ سمجھا۔ خدا کی نصرت و امداد ہر میدان میں ان کے شاملِ حال رہی ابتدائے اسلام میں مسلمان مادی دولت و قوت سے بہرہ ور نہ ہونے کے باوجود جب بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکرائے تو ان کے کس بل نکال کے رکھدیے اسلام کی تابعداری کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے مسلمانوں کو وہ عظیم روحانی قوت عطا فرمائی کہ قیصر و کسریٰ جیسی جابر و ظالم اور مادی ساز و سامان سے سلطنتیں بھی ان کی ایمان و یقین کی لازوال دولت کا مقابلہ نہ کر سکیں

لیکن آج — مسلمان تعداد میں زیادہ ہیں۔ اس وقت اگر ایک لاکھ سے کچھ زائد تھے تو آج لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ہیں اس وقت اگر ان کے پاس دولت کی کمی تھی۔ تو آج اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک کے پہاڑ اور صحرا پٹرول، تیل اور سونا اس قدر اگل رہے ہیں کہ امریکہ اور روس جیسی عظیم طاقتیں بھی اس معاملہ میں ان کی دست نگر ہیں۔ کثرت تعداد اور دولت و سرمایہ کی فراوانی کے باوجود آج دنیائے اسلام پر غفلت و ادبار کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے ہیں۔ آج اسلام اور مسلمانوں پر چاروں طرف سے غیر مسلم لشکریانی اقتصادی اور ثقافتی یلغار کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان خواب خرگوش میں مست ہیں۔ ایک کے بعد دوسرا ملک بڑی طاقتوں کا [illegible] بنایا جا رہا ہے۔ لیکن دوسرے اسلامی ممالک سوائے کفِ افسوس ملنے کے اور اس کی مجبوری و بے بسی کا تماشا دیکھنے کے سوا عملی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکے۔ اس کا تازہ ثبوت افغانستان۔ جنوبی یمن اور موریطانیہ کے انقلابا ہیں آج مسلمانوں کا خون ارزاں ہے بڑی طاقتیں امریکہ فرانس اور روس جس مسلمان ملک کو اپنے پنجہ استبداد کا نشانہ بنانا چاہیں اور جتنا عرصہ ان کے خون سے ہولی کھیلنا پسند کریں ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں آج مغربی صومالیہ اور اریٹیریا میں ایتھوپیا روس اور کیوبا کے ظلم و ستم کی چکی میں کون پس رہا ہے؟ مشرقی ایشیا کے جزائر منڈاناؤ میں کن کے خون سے زمین لالہ زار بنی ہوئی ہے؟ فلسطین میں یہود کی وحشت و بربریت کا نشانہ کون بن رہا ہے؟ کشمیر میں ہنود کی بربریت اور جور و استبداد کا شکار کون لوگ ہیں؟ برما کے صوبہ اراکان میں کن لوگوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کئے جا رہے ہیں؟ ان سوالات کا جواب ایک ہی ہے کہ آج کفر ملتِ واحدہ بن کر مسلمانوں پر چاردانگ عالم میں خدا کی زمین تنگ کر رہا ہے اور مسلمانوں کی آزادی اور عزت کی زندگی کفر کو کسی صورت پسند نہیں ہے غیر مسلموں کی ان چیرہ دستیوں اور ریشہ دوانیوں سے نجات پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ تمام مسلمان خدا اور رسول کے احکامات کی بجا آوری پر کمربستہ ہو جائیں۔ اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں رابطہ عالم اسلامی کے زیراہتمام جو پہلی ایشیائی اسلامی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔ وحدت ملی کے شعور کو اجاگر کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کے سلسلے ہی ہی کی ایک کڑی ہے۔

پاکستان کے ذرائع ابلاغ جرائد و اخبارات اور ریڈیو و ٹیلیویژن گزشتہ کئی روز سے پہلی "ایشیائی اسلامی کانفرنس" کے کراچی میں انعقاد کی خبریں شائع کر رہے تھے۔ خدا خدا کرکے وہ مبارک ساعت سر پر آ ہی پہنچی اور [illegible] ۷-۸ جولائی کو یہ پہلی ایشیائی اسلامی کانفرنس بڑے دھوم دھام اور نہایت شان و شوکت سے منعقد ہوئی۔ مختلف اسلامی ممالک اور غیر مسلم ممالک

سے مسلم اقلیتوں کے نمائندے اس کانفرنس میں شریک ہوئے دو سو پچاس (۲۵۰) کے قریب دنیائے اسلام کے ممتاز علماء۔ فقہاء، دانشور، ماہرین قانون اور صحافیوں نے اس کانفرنس کی رونق کو دوبالا کیا۔ کانفرنس کے مندوبین اور شرکاء میں رابطہ عالم اسلامی کے سکرٹری جنرل شیخ محمد علی الحرکان ڈپٹی سکرٹری جنرل، ڈاکٹر محمد صفوت السقا الامینی۔ امام کعبہ جناب محمد عبداللہ ابن سبیل۔ مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب عبدالمحسن حمد العباد۔ قطر کے وزیر تعلیم و مذہبی امور، شیخ عبداللہ ابراہیم الانصاری۔ بشیر احمد ڈائریکٹر محکمہ تعلیم حکومتِ قطر۔ شیخ عبدالعزیز، پروفیسر مدینہ یونیورسٹی۔ صالح اوصان چیئرمین پارلیمانی امور ترکی کابینہ۔ ترک پارلیمنٹ کے رکن اور "الھلال" کے ایڈیٹر مسٹر صلاح الدجی۔ بھارت کے قاری محمد طیب، مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ مولانا محمد منظور نعمانی۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے فرزند اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا سید محمد اسعد مدنی روزنامہ "الجمیعۃ" کے ایڈیٹر جناب ناز دسوی اور فلپائن کے مورو محاذ آزادی کے راہنما جناب عبدالباقی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

کانفرنس کا افتتاح انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل اور اختتام حبیب بنک کی پرشکوہ بلڈنگ پلازہ میں ہوا۔ کانفرنس کے مندوبین کا جوش و خروش اور ولولۂ ایمان دیدنی تھا۔ کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں مختلف موضوعات پر غور و خوض کرنے اور سفارشات تیار کرنے کے لیے چھ کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔ پہلی کمیٹی اسلامی شریعت کی تبلیغ، مساجد اور حج سے متعلق ہے دوسری کمیٹی قرآن مجید کی نشر و اشاعت اور عربی کے فروغ پر غور کرے گی۔ تیسری کمیٹی ابلاغِ عام اور تشہیر کے معاملات کے بارے میں پالیسی وضع کرے گی۔ چوتھی کمیٹی نوجوانوں کے مسائل، ثقافت اور تعلیم سے متعلق امور پر غور و فکر کر کے لائحہ عمل تیار کرے گی۔ پانچویں کمیٹی مسلم اقلیات، مسجد اقصیٰ کی واگزاری اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کا جواب دے گی اور چھٹی کمیٹی تنظیمی امور اور تمام اسلامی ملکوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں مساعی کو مربوط کرنے کے لیے پروگرام مرتب کرے گی۔ کانفرنس میں مختلف قراردادیں منظور کی گئیں جن میں سے کشمیری عوام کے جائز انسانی حقوق کا مسئلہ اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی بنیاد پر اس کا حل۔ مسجد اقصیٰ کی بازیابی بنگلہ دیش میں جبری دھکیلے گئے برمی مسلمانوں کی واپسی۔ پٹنی اور کمبوڈیا کی مسلم اقلیتوں کے مسائل کا حل۔ لبنان کے علاقائی استحکام کی سلامتی۔ فلسطین کے مسلمانوں کو صیہونی سازشوں سے تحفظ دینے کے لیے لائحہ عمل تمام اسلامی ممالک میں شریعت کا قانون نافذ کرنے کی اپیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیرپاؤ گارڈن میں امام کعبہ کی اقتدا میں نمازِ جمعہ جن لوگوں نے ادا کی وہ روح پرور منظر بھی مدتوں یاد رہے گا۔ رہی یہ بات کہ نام نہاد مفتیانِ کرام اور "ڈیڑھ ملاّ فی سبیل اللہ فساد" کے مصداق علماء سوء کب کفر کی مشینیں گن سے ان لوگوں کے ایمان کو نشانہ بناتے ہیں۔ اس کے متعلق وہی وضاحت کریں گے البتہ ہمیں اتنا معلوم ہے کہ کراچی سے بریلوی فرقہ کے مولوی سعادت علی قادری کا یہ فتویٰ شائع ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے امام کعبہ کی اقتداء میں نماز ادا کی وہ سب کافر، ان کی نماز ضائع، اور ان بخدیوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر۔ لیکن اس طبقہ کے ایک راہنما جو اسلامی مشاورتی کونسل کے آجکل رکن ہیں اور خیر سے مفتی بھی۔ جناب مفتی محمد حسین نعیمی مسجد نبوی کے امام کو دعوت دیتے ہیں اپنے مدرسہ جامعہ نعیمیہ کے مختلف شعبے دکھاتے ہیں اور ان کے لیے مدرسہ کے اراکین دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہیں۔ دونوں حضرات کا تعلق ایک ہی مکتبہ فکر سے ہے دونوں عالم و مفتی ہیں ایک صاحب بخدیوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور دوسرے صاحب مسلمان۔ دونوں میں سے کافر کون ہے؟ یہ فیصلہ ہم انہی دو اصحاب پر چھوڑتے ہیں البتہ ہم جیسے سادہ لوح مسلمان ان حضرات کے متضاد اعمال کو دیکھ کر یہی کہہ سکتے ہیں کہ

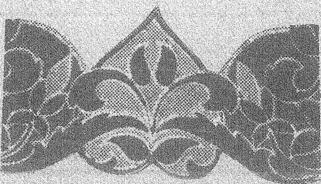
؎ تمہاری زلف میں پہنچی۔ تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے

ایشیائی اسلامی کانفرنس نے جو قراردادیں منظور کیں۔ جن نیک عزائم کا اظہار کیا۔ ہم بصیم قلب یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کی نیتوں میں خلوص کا رنگ چڑھائے اور ان کو اپنے ارادوں میں کامیابی عطاء فرمائے اس کے ساتھ ہم یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ ان کانفرنسوں کا انعقاد۔ مختلف اوقات میں مسلمان قائدین کا آپس میں مل بیٹھنا تب ہی سودمند ہو سکتا ہے جب عملی طور پر کچھ کر کے دکھایا جائے تمام اسلامی ممالک جب تک مشترکہ مرکزِ ملت کے قیام۔ اسلامی دولت مشترکہ کے قیام۔ بین الاسلامی فوج کے قیام، اسلحہ سازی کی صنعت کی طرف فوری اور پوری توجہ اور اپنے اپنے ملک میں مکمل طور پر اسلامی قانون کو نافذ نہیں کرتے اس وقت تک یہ تمام باتیں

؎ نشستن، خوردن، برخاستن

کے زمرے میں آتی ہیں

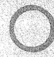
خدا امتِ مسلمہ کی ناؤ کو جو آج کفر و الحاد کے طوفانوں میں ہچکولے کھا رہی ہے اپنی خصوصی رحمت سے ساحلِ سلامتی سے ہمکنار کر دے۔ (آمین)



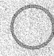
شبِ برات

—— حافظ نور محمد انور

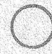
آج کی رات ہے لا رَیب فضیلت والی
آج کی رات ہے بخشش و رحمت والی
آج کی رات خصوصاً ہے عبادت والی
آج کی رات عموماً ہے سخاوت والی



آج کی رات ہمیں دیتی ہے پیغام نجات
ہے اگر آج گنہگاروں کو بخشش کی طلب
رکھ کے سر سجدے میں روٹھے ہوئے رب کو منا لو
آج کی رات ہی بن جائے گی بخشش کا سبب



آج کی رات عبادت کے ہیں درجات بلند
آج کی رات ہے جنت کے خزانوں کی کلید
آؤ آج مل کے سبھی ذکرِ خدا کر لیں
پھر نہ شاید ہو میسّر ہمیں یہ راتِ سعید



آج کی رات خدا بندوں کو دیتا ہے صدا
کوئی حاجت ہو تو پوری کروں حاجت تیری
اُٹھ کے بیدار ہو اب کر لے عبادت رب کی
آج کی رات افضل ہے عبادت تیری

عوام کے مسائل

سابق حکومت نے یادگار اسلامی سربراہ کانفرنس کے موقعہ پر ایک روپے کا سکہ جاری کیا ہے۔ جس کے ایک طرف کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف ایک قرآنی آیت لکھی ہوئی ہے جس کا ترجمہ: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ اختیار نہ کرو" اور ساتھ ساتھ اللہ اکبر کے الفاظ بھی لکھے ہوتے ہیں۔ اس سکہ کے جاری کرنے کا مقصد سابق حکومت پاکستان نے اپنے آپ کو اسلام کا پیروکار ثابت کرنا تھا۔ لیکن اگر حقیقت کو مدنظر رکھا جاتے تو یہ اسلام اور کلمہ طیبہ کی بے انتہا توہین ہے، اس لیے اس کے جاری کرنے سے مسلمانوں میں سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے اس وجہ سے کہ یہ سکہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور دوکانداروں کے پاس جاتا ہے، تو نہ بچے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ بوڑھے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اور نہ دوکاندار اس کو مناسب جگہ پہ رکھ سکتے ہیں۔ بلکہ بچے اس کے ذریعے جوا بھی کھیلتے ہیں، دوکاندار اس کو نیچے رکھ کر اوپر بیٹھ جاتے ہیں۔ جس سے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیت کی بے انتہا بے حرمتی ہوتی ہے۔ حالانکہ کلمہ طیبہ اور قرآنی آیت کی عزت کرنا ہمارا ایک اہم اسلامی فریضہ ہے۔ قرآنی آیت کو بغیر وضو ہاتھ لگانا گناہ ہے۔ سابق حکومت کا مقصد تو یہ تھا کہ اسلام کو بالکل ختم کر دیا جاتے اور اس کی جگہ سوشلزم کو نافذ کیا جائے۔ لیکن اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب ملک میں مارشل لاء نافذ ہے اور اس عبوری حکومت نے اس ملک میں مکمل اسلامی نظام رائج کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس لیے آنجناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی خدمت میں پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ سابق حکومت کے اس "اسلامی کارنامے" کو ختم کرنے کے احکامات صادر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

عام مسلمان بھائیوں سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ حکومت ہذا کی توجہ اس جانب مبذول کرانے پر زور دیں۔ تاکہ میدان حشر میں ان مسلمانوں کے پاس جواب موجود ہو۔ ورنہ...... اللہ تعالیٰ ہماری ایسی گرفت کرے گا کہ کوئی مسلمان بھی اس سے نہ بچ سکے گا۔

والسلام

ایم تاج الدین ٹھٹھی نصرتی کرک کوہاٹ

حضرت الامام، قطب زماں، شیخ الشیوخ، موسس ثانی جمعیۃ علماء اسلام

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ

بانی انجمن خدام الدین لاہور

کی یاد میں

آپ کے محبوب جریدہ ہفت روزہ

خدام الدین لاہور کی خصوصی اشاعت

حضرت اقدس کے یوم وفات ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ کو ان شاء اللہ

منصۂ شہود پر آئے گی

خدام الدین کے عظیم و ضخیم نبوی نمبر کی مقبولیت کے بعد

کارکنان ادارہ اپنے مرحوم بانی کی بارگاہ میں ارمغان پیش کرنے کا عزم کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنے ارادوں میں کامیاب و کامران فرمائے۔

ہم اس یادگار زمانہ اور تاریخی دستاویز کیلئے اہل علم و اہل قلم حضرات سے خصوصی تعاون کی درخواست کریں گے، حضرت کے متعلقین کے علم میں کوئی واقعہ ہو تو ہمیں لکھ کر ارسال کر دیں اور حضرت کا کوئی گرامی نامہ یا کوئی اور تحریر ہو تو اس کا فوٹو ارسال کر دیں یا اسی طرح بھیج دیں، ہم فوٹو لے کر بحفاظت آپ کو واپس کر دیں گے ؛ (ادارہ خدام الدین لاہور)

منظور شدہ محکمہ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری TBC ۲۲۴-۲۲۸۱ مورخہ
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰۶۶۶/۹/۲۹-۹-۵۹۸ مورخہ ۲۲ اگست سنہ ۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM/۴۰-۳۱۰